بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر علیؑ نہ ہوتے

از قلم

حجۃ الاسلام عبدالرحمن باقر زادہ

مترجم

مولانا سید بہادر علی زیدی قمی

سلسلہ تربیت اسلامی نمبر 40

WITH COMPLEMENTS
From
MOHAMMAD AMIN MERCHANT

ناشر

محمد امین مرچنٹ

وکیل آیت اللہ العظمیٰ السید علی حسینی السیستانی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اگر علیؑ نہ ہوتے

از قلم

حجۃ الاسلام عبدالرحمٰن باقرزادہ

مترجم

مولانا سید بہادر علی زیدی قمی

سلسلہ تربیتِ اسلامی نمبر 40

WITH COMPLEMENTS
From
MOHAMMAD AMIN MERCHANT

ناشر

محمد امین مرچنٹ

وکیل آیت اللہ العظمیٰ السید علی حسینی السیستانی مدظلہ العالی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : اگر علیؑ نہ ہوتے!

تألیف : حجۃ الاسلام عبدالرحمٰن باقرزادہ

مترجم : مولانا سید بہادر علی زیدی

مدیر اعزازی

محمد علی ایف مرچنٹ

سلسلہ تربیتِ اسلامی نمبر 40

کمپوزنگ، ڈیزائننگ .... ملک علیم علی

صفحات 135

تعداد 1000

مطبع .... انیسہ اکیڈمی

طبع اول .... جولائی 2011

ناشر

محمد امین مرچنٹ

وکیل آیت اللہ العظمیٰ السید علی حسینی السیستانی مدظلہ العالی

G-300 زہرا گارڈن شاہنواز بھٹو روڈ سولجر بازار کراچی (پاکستان)

فون نمبرز: 3225433, 32252451, 0332-2462351, 0333-3551594

بسم الله الرحمن الرحيم

لافتیٰ اِلّا علی لاسیفَ اِلّا ذُوالفِقار

علی آذر

شاہِ مَرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لا فتیٰ اِلّا علی لا سیف اِلّا ذُوالفِقار

نام جب ہم آپ کا لیں ہر کشاکش دور ہو
جائز ہر خواہش علیؑ کے نام سے منظور ہو
دشمن مولا علیؑ معتوب ہو معذور ہو
وردِ لب یہ کلمہ ہر لمحہ اگر مقدور ہو
لا فتیٰ اِلّا علی لا سیف اِلّا ذُوالفِقار

یہ وہ کلمہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے دور ہو بلا
یہ وہ کلمہ ہے کہ جو بیمار کو دے دے شفا
ورد سے اس کے اے میرے دوستو ہو معجزہ
جو ہے بے اولاد ، ہو اولاد اس کو بھی عطا
لا فتیٰ اِلّا علی لا سیف اِلّا ذُوالفِقار

اس کے ہر ہر لفظ سے اک معجزہ ہے آشکار
یہ وہ کلمہ ہے حفاظت کا کہیں جس کو حِصار
زندگی میں گر خزاں ہے پڑھ لو آئے گی بہار
ظالموں کے حق میں یہ کلمہ مثالِ ذُوالفِقار
لا فتیٰ اِلّا علی لا سیف اِلّا ذُوالفِقار

نعرۂ حیدر کی طاقت اس سے ہوتی ہے عیاں
اس میں جو ہیں خوبیاں کب ہو سکیں گی وہ بیاں
یہ خدائے لم یزل کی طرح سے ہے مہرباں
چاہنے والا گرے ، تو کانپ جائے آسماں
لا فتیٰ اِلّا علی لا سیفَ اِلّا ذُوالفِقار

سر جھکا کے بیٹھا ہے ملتا نہیں ہے۔ روزگار
بیٹی کا رشتہ نہیں ہوتا، ہیں گرچہ رشتہ دار
یہ تیری بیماری بن گئی ہے گلے کا تیرے ہار
کلمہ پڑھ اے دوست تُو، ہاں شیر یزداں کو پکار
لا فتیٰ اِلّا علی لا سیفَ اِلّا ذُوالفِقار

بیٹا تیرا ہے جواں پر پوچھتا تجھ کو نہیں
تیرا بیٹا ہو کے اس نے دل لگایا ہے کہیں
وہ خوشی سے کھیلتا ہے باپ بیٹھا ہے حزیں
ورد کر اس کلمے کا ہو جائے گا زیرِ نگیں
لا فتیٰ اِلّا علی لا سیفَ اِلّا ذُوالفِقار

چپقلش ہے شوہر اور بیوی میں تو لا فتیٰ
دل میں تیرے وسوسے ہیں، گر ہے ڈر تو لا فتیٰ
چاہتا ہے تو دعاؤں میں اثر تو لا فتیٰ
رنج و غم میں مبتلا ہے تُو اگر تو لا فتیٰ
لا فتیٰ اِلّا علی لا سیفَ اِلّا ذُوالفِقار

کام میں کوئی رکاوٹ ہے اگر تو ہو ادا
جرم کوئی بھی نہیں قیدی کا گر تو دے صدا
کھو گیا ہے کوئی تو آئے زباں پر یہ دعا
اور پھر وہ اپنی آنکھوں سے یہ دیکھے معجزہ
لا فتیٰ اِلّاَ علی لاَ سیف اِلاَّ ذُوالفِقار

جسم اور جاں میں تری طاقت نہیں تو لا فتیٰ
زندگی سے لڑنے کی ہمت نہیں تو لا فتیٰ
اپنوں کو تجھ سے اگر الفت نہیں تو لا فتیٰ
ظلم سے لڑنے کی گر طاقت نہیں تو لا فتیٰ
لا فتیٰ اِلّاَ علی لاَ سیف اِلاَّ ذُوالفِقار

دور جا کر کوئی تجھ کو ہی بھلا بیٹھا ہے دوست
جس کو چاہا بڑھ کے سب سے وہ ہی تو روٹھا ہے دوست
اپنا جس کو تو سمجھتا ہے وہ ہی دھوکا ہے دوست
جانے سے اس کے بہت تنہا، بہت ٹوٹا ہے دوست
لا فتیٰ اِلّاَ علی لاَ سیف اِلاَّ ذُوالفِقار

ہاں مگر آنسو بہیں شبیرؑ کے غم میں ترے
یاد رکھنا نہر پہ بازو کٹے عباسؑ کے
اکبرؑ ہم شکلِ نبیؐ میدان میں مارے گئے
یاد رَکھنا دُخترِ شہہ کے طمانچے بھی لگے
لا فتیٰ اِلّاَ علی لاَ سیف اِلاَّ ذُوالفِقار

لاشہ قاسم کا ہوا پامال ہائے کربلا
کیا بتاؤں ننھے بچے کا تمہیں احوال ہائے کربلا
بی بیوں کے خیموں کا وہ حال ہائے کربلا
دَر بدَر تھی مصطفیٰ کی آل ہائے کربلا
لا فتیٰ اِلاَّ علی لا سیف اِلاَّ ذُوالفِقار

سید سجادؑ کے کوڑے لگے وہ یاد ہے؟
شام کے بازار میں پتھر پڑے وہ یاد ہے ؟
مصطفیٰؐ کے بچے قیدی ہو گئے وہ یاد ہے؟
جو مظالم آلِ احمدؐ نے سہے وہ یاد ہے ؟
لا فتیٰ اِلاَّ علی لا سیف اِلاَّ ذُوالفِقار

الغرض کوئی رکاوٹ کوئی بھی ہو مسئلہ
اے علیؑ کے چاہنے والے نہ ہر گز ٹوٹنا
جس قدر پھیلا ہوا ہو مشکلوں کا سلسلہ
لا فتیٰ بس لا فتیٰ بس لا فتیٰ بس لا فتیٰ
لا فتیٰ اِلاَّ علی لا سیف اِلاَّ ذُوالفِقار

بس علی آذر عزاداری تمہارا راستہ
ٹوٹ پائے گا نہیں رونے کا ہر گز سلسلہ
یاد رکھنا آنکھ میں ہر لمحہ ہر پل کربلا
یاد رکھنا شامل ہوں گی ہر دعا میں سیّدہ
لا فتیٰ اِلاَّ علی لا سیف اِلاَّ ذُوالفِقار

فہرست

عرض مترجم	11
پیشگفتار	13
مقدمہ	16
باب اول: حضرت علیؑ کے فضائل پر ایک سرسری نظر	17
_ بحر فضائل سے ایک قطرہ	18
_ حضرت علیؑ مخالفین کی نگاہ میں	21
_ دریائے بے ساحل	25
باب دوم: حضرت ابوبکر کو امیر المومنینؑ کی ضرورت واحتیاج	33
_ ایک ہی دن میں شادی اور اس کا ثمر	34
_ نمائندہ روم کے حیرت انگیز سوالات	35
_ حضرت ابوبکر ''اب'' کے معنی نہ جانتے تھے	36
_ مسجد کے زمین بوس ہونے کا راز	37
_ یہودی جانشین پیغمبر ﷺ کی تلاش میں سرگرداں	38
_ خدا کیلئے پشت ومقابل نہیں	41
_ رأس الجالوت کے سوالات	42
_ تحریم شراب کے جاہل کا حکم	44
_ جن سوالات نے حضرت ابوبکر کو غضبناک کر دیا	46
_ اصحاب کہف کی نیند کی مدت	48
باب سوم: سروش عجز وناتوانی	49
_ حیرت انگیز جوابات	50
_ ایک دیوانی عورت جس نے موت سے نجات پائی	52
_ حضرت عمر مقام حجر الاسود سے ناواقف	53
_ بے گناہ جنین کی نجات	55

_ پانچ مختلف حکم 57

_ سنگساری سے نجات 58

_ کنیز کی طلاق 59

_ کالے ماں باپ کا گورا بچہ 60

_ ایک عورت جس نے اپنے بچہ کا انکار کیا 62

_ قصاص صرف ایک بار 66

_ دوسر کا انسان 67

_ حیرت انگیز جوابات 68

_ اموال کعبہ میں تصرّف نہ کرو 69

_ ایک پاکدامن عورت کا حضرت علیؑ کے ذریعے نجات پانا 70

_ پاک طینت جوان اور دامہائے شیطانی 72

_ رومی شخص کے سوالات 78

_ شتر مرغ کا انڈا توڑنے کا حکم 79

_ حضرت علیؑ نے مضطر عورت سے حد اٹھالی 80

_ ریاضی کا پیچیدہ مسئلہ 82

_ کجا مہر اور کجا بیت المال 84

_ غریزہ انسانی کی حد 85

_ حضرت عمر حیرت انگیز مشکل سے دچار 86

_ فیصلہ میں جلدی ممنوع ہے 88

_ مکاروں کا حیلہ کارگر نہ ہوسکا 89

_ حضرت عمر کی نظر میں عجیب ترین قضاوت 91

_ بادشاہ روم کے سوالات 92

_ عجیب الخلقت ولادت 97

_ علماء یہود کے دیگر سوالات 99

باب چہارم: ایسے مواقع جہاں امیرالمومنینؑ نے حضرت عمر کی راہنمائی فرمائی 101
_ حضرت عمر کے سوالات کے جوابات 102
_ اسقف نصرانی نے حضرت عمر کو لاجواب کردیا 104
_ حضرت عمر رسوائی کے خوف سے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کرتے ہیں 107
_ قرآن سے بیجا استدلال 110
_ حضرت عمر شراب نوشی کی حد نہ جانتے تھے 111
_ نابالغ زناکار 113
_ استشمام کے ذریعے حقیقت کا انکشاف 114
_ قوم لوط سے ملحق ہونے والا شخص 116
_ چاپلوس درباریوں کی وجہ سے خلیفہ دھوکہ کھا گئے 117
_ انکشاف حقیقت کیلئے بہترین راہ 118
_ یہودی نے خلیفہ کو شرمسار کردیا 120
_ زنجیر کا وزن 123
_ تعیین مبدأ تاریخ 125
_ بیت المقدس کی فتح کے موقع پر مشورہ 126
_ کشف حیلہ 127
باب پنجم: حضرت عثمان کو امیرالمومنینؑ کی احتیاج 129
_ مجھے نہیں معلوم، علیؑ سے رجوع کرو 130
_ پوشیدہ حرارت 131
_ حمل کی کم از کم مدت 132
_ شوہر جو بیوی کا غلام بن گیا 134

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا و الصلواۃ علیٰ مولانا محمد المصطفیٰ
و علیٰ المرتضیٰ و فاطمۃ الزہرا و الحسن
والحسین سیدی شباب اھل الجنۃ.

اما بعد:

جب ہم نے تربیت اسلامی کے تحت کتابیں شائع کرنا شروع کیں۔تو ہمارے پیش نظر یہ بات تھی کہ لوگ اگرچہ نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں حج کرتے ہیں۔اسکے باوجود ہمارے معاشرے میں اس قدر برائیاں کیوں پھیلی ہوئی ہیں۔

اکثریت جھوٹ بولتی ہے منافقت عام ہے۔امانت میں خیانت ہر جگہ موجود ہے رشوت کو لے کر اسے اپنی آمدنی ظاہر کیا جاتا ہے۔غرض یہ کہ ہر قسم کا گناہ کبیرہ موجود ہے ہمارا ملک اس وقت کرپشن میں دنیا کے ساتویں نمبر پر ہے ہماری اخلاقی اقدار گر چکی ہیں۔

کوئی لڑکی گلی سے نکلے تو گلی کے کونے پر اور جگہ جگہ لڑکے بلکہ ادھیڑ عمر کے لوگ اسے گھورتے ہیں اور طرح طرح کی آوازیں کستے ہیں یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔

ذخیرہ اندوزی کم تولنا ضرورت سے زیادہ منافع لینا۔غرض ان برائیوں پر مکمل کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ہم اھدنا الصر اط لمستقیم روز کئی بار پڑھتے ہیں لیکن کیا ہم سیدھے راستے پر ہیں۔

اس سلسلے میں امام زین العابدینؑ کے دو واقعات مختصراً پیش کرونگا ایک شخص امامؑ

کے پاس آیا اور عرض کی۔ مولاؑ مجھے یہ کیسے پتا چلے کہ میری نمازیں قبول ہوتی ہیں امامؑ نے فرمایا اگر تمہارے کردار میں بہتری آ رہی ہے تو سمجھ لو کہ تمہاری نمازیں قبول ہو رہی ہیں۔

دوسر واقعہ امامؑ ایک بار حج پر گئے حج میں بہت لوگ تھے آپ کے ایک صحابی نے کہا کہ مولاؑ آج تو بڑی رونق ہے امام نے دو انگلیاں اٹھائیں اور فرمایا کہ ان میں دیکھو تو کسی کا سر کتے کا کسی کا سر سور کا کسی کا بندر کا غرض کا تقریباً لوگوں کا سر کسی نہ کسی جانور کا تھا۔

کیا ان دونوں واقعات سے یہ بات عیاں نہیں ہوتی کہ ہم میں سے اکثر لوگ عبادتیں رسمًا یا P.R. کے لئے ادا کرتے ہیں۔

دراصل ہمیں دل سے آخرت پر یقین نہیں اگر ہم دل سے آخرت پر یقین رکھتے ہوں تو کون برائیاں کرنے کی ہمت کرے گا۔

سو ہم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کتابیں لکھنے کا سلسلہ شروع کیا تاکہ گناہ کبیرہ جو وہ کر رہے ہیں انکا قرآن مجید اور اقوال معصومینؑ پڑھ کر احساس ہو۔ اور ہم لوگ راہ راست پر آ سکیں۔

''اگر علیؑ نہ ہوتے'' اس سلسلے کی 40 ویں کتاب ہے اس کے مولف مولانا سید بہادر علی زیدی قمی ہیں۔

آخر میں صرف ایک بات عرض کروں گا کہ ان کتابچوں کی زبان آسان رکھنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ اسے ہر خاص و عام پڑھ سکے اور اس سے استفادہ حاصل کر سکے۔

والسلام

محمد امین مرچنٹ

پیشگفتار

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین و صلّی اللّٰہ علی جمیع الأنبیاء والمرسلین سیما علی افضلھم و خاتمھم محمد و آلہ الطاھرین المعصومین وعلی اَخیِّہِ وَ وَصِیِّہِ و بابِ مَدِینۃ عِلْمِہِ مولی الموحدین امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام واللعن علی اعدائھم و معاندیھم و منکری فضائلھم اِلی یوم الدین.

قال اللّٰہ الحکیم : ﴿أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ﴾(۱)

حق کی تلاش کرنے والوں کے لیے تاریخ کے سینے میں سینکڑوں درس عبرت پوشیدہ ہیں اور تاریخ ہمیشہ طالبان حق کو غور وفکر کی دعوت دیتی ہے کہ جس کے بعد وہ راہ سعادت اور صحیح عقیدہ کا انتخاب کر سکتے ہیں۔

تاریخ اسلام میں ایسے بے شمار تلخ و شیرین واقعات موجود ہیں جن میں انسانوں کیلئے مختلف درس پائے جاتے ہیں جن کے بغور مطالعہ سے انسان اپنے عقائد کو مضبوط کرسکتا ہے۔

---

(۱)۔سورہ یونس، آیہ ۳۵۔اور جو حق کی ہدایت کرتا ہے وہ واقعاً قابل اتباع ہے یا جو ہدایت کرنے کے قابل بھی نہیں ہے مگر یہ کہ خود اس کی ہدایت کی جائے۔تو آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے اور تم کیسے فیصلے کر رہے ہو!

بے شک حضرت علیؑ کی پر افتخار زندگی، منفرد اور با عظمت شخصیت تاریخ اسلام میں اس طرح سربلند اور سرفراز ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر پہلو انسان کیلئے نمونہ عمل ہے۔

گذشتہ صدیوں میں علماء، دانشور اور محققین، حضرت علیؑ کی شخصیت کا تعارف کرانے کیلئے اپنی اپنی وسعت علمی کے مطابق قلم اٹھاتے رہے ہیں لیکن وہ صرف امام عالی مقامؑ کی زندگی کے کسی ایک پہلو پر ہی روشنی ڈال سکے، اس لیے کہ آپ کی مکمل شناخت کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں۔

آپ کی زندگی کے اہم پہلوؤں میں سے ایک، حکام وقت کی مشکل وقت میں مدد اور ان کی ہدایت و راہنمائی کرنا ہے۔ اس کتاب میں انہی چند واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

یہ واقعات مخالفین کے قرآن پر عدم اعتماد کی بھی دلیل ہو سکتے ہیں، کیونکہ خداوند عالم بعض افراد کے باطل عقائد کی رد میں صراحت کے ساتھ ارشاد فرماتا ہے:

''کیا حق کی طرف ہدایت کرنے والا لائق اطاعت و پیروی ہے یا وہ جو خود محتاج ہدایت و راہنمائی ہے؟!''

بے شک جو شخص آسان اور سادہ ترین مسائل میں بھی دوسروں کی راہنمائی کا محتاج ہو وہ کسی طرح بھی جانشین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بننے اور تخت خلافت پر بیٹھنے کے لائق نہیں۔ اگرچہ ان کے لائق رہبر نہ ہونے پر بیشمار دلائل موجود ہیں۔ مندرجہ بالا آیت انہی میں سے ایک دلیل ہے۔

اطمینان قلب کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ امیر المومنین حضرت علیؑ

کے فضائل کا پڑھنا اور بیان کرنا صرف عبادت ہی نہیں بلکہ اپنے عقائد کو مضبوط کرنے کا ایک مستحکم ذریعہ بھی ہے۔

یہ کتاب چند ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول: فضائل امیر المومنینؑ پر ایک سرسری نظر

باب دوم: حضرت ابوبکر کو امیر المومنینؑ کی ضرورت و احتیاج کے چند مواقع

باب سوم: وہ چند مواقع جن میں حضرت عمر نے اپنی عاجزی و ناتوانی کا اعتراف کیا

باب چہارم: وہ چند مواقع جن میں امیر المومنینؑ نے حضرت عمر کی راہنمائی کی

باب پنجم: حضرت عثمان کو امیر المومنینؑ کی ضرورت و احتیاج کے چند مواقع

آخر میں امید کرتا ہوں کہ یہ ناچیز کاوش جو امیر المومنینؑ کے فضائل اور ان کے تعارف کے سلسلے میں ایک چھوٹا سا قدم ہے، خداوند متعال، خاندان عصمت و طہارت خصوصاً امام المتقین یعسوب الدین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی بارگاہ میں درجہ قبولیت پائے اور بندۂ حقیر کیلئے ذخیرۂ آخرت بن جائے۔ اس امید کے ساتھ کہ خداوند عالم خاندان عصمت کی شفاعت سے بہرہ مند فرما کر ان کے ساتھ محشور فرمائے۔ انشاءاللہ

عبدالرحمن باقر زادہ قم

۱۳۷۷ھ.ش

تَقدِیم

اپنی اس ناچیز کوشش وادنیٰ سے تحفہ کو

مولائے کائنات یعسوب الدین امیر المومنین

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام

کی خدمت اقدس میں پیش کرتا ہوں۔

گر قبول افتدز ھے عزو شرف......

بہادر علی زیدی

باب اول

حضرت علی علیہ السلام کے فضائل پر ایک سرسری نظر

بحر فضائل سے ایک قطرہ

تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت علیؑ ایسے امتیازات کے مالک ہیں جن سے دوسرے تمام افراد محروم ہیں۔

وہ تنہا مولود کعبہ ہیں، انہوں نے بچپن ہی سے پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زیر سایہ پرورش پائی۔

کون علیؑ ؟ کیا عقل انسانی فضائل کے اس بحر بیکراں کو درک کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں، جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ: تمہیں میرے اور خدا کے علاوہ کسی نے نہیں پہچانا۔

جی ہاں! علیؑ وہ ہیں جو اصحاب میں رسول اکرم ﷺ سے سب سے زیادہ نزدیک اور انہیں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

علیؑ وہ ہیں جنہیں رسول اکرم ﷺ نے تمام افراد میں سے اپنا بھائی منتخب کیا۔

علیؑ وہ ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو سیدہ طاہرہ جناب فاطمہ (س) کا کوئی کفو، ہمسر نہ ہوتا۔

علیؑ وہ ہیں جو محراب عبادت میں بے نظیر اور میدان شجاعت و رشادت میں لاثانی ہیں۔

علیؑ وہ ہیں کہ جن کے زور بازو سے اسلام کی بنیادیں مضبوط ہوئیں۔

علیؑ وہ ہیں کہ جنگ خندق میں جن کی ایک ضربت تمام مسلمانوں کی

عبادت کے برابر ہے۔(۱)

علیؑ وہ جو رسول گرامی ﷺ کے بعد تمام اصحاب کے درمیان کتاب خدا اور سنت رسول ﷺ کے سب سے زیادہ عالم، مجاہد راہِ حق اور فدا کار، وعظ و نصیحت اور تقریر میں بلیغ، احکام الٰہی کے شدید پابند، اجرائے عدالت اور احقاقِ حق میں استوار تر، مادّی لذّات اور دینوی زندگی کے لحاظ سے سب سے زیادہ پارسا، مصالح مسلمین سے سب سے زیادہ آگاہ اور مہربان...... تھے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے؛

کتاب فضل تو را آب بحر کافی نیست
که تر کنم سرِ انگشت و صفحه بشمارم

حضرت علیؑ کے مقام و مرتبہ کے لیے یہی کافی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے آپ کے بارے میں فرمایا:

"لَوأَنَّ الرِّياضَ أَقْلامٌ وَالبَحْرَ مِدادٌ والجِنَّ حُسَّابٌ والانسَ كُتَّابٌ ما أَحْصُوا فَضائِلَ علي بنَ أَبِي طالب." (۲)

اگر تمام درخت قلم بن جائیں، سمندر سیاہی میں تبدیل ہو جائیں، جن حساب کریں، اور تمام انسان لکھنے بیٹھ جائیں تب بھی علی ابن ابی طالبؑ کے فضائل کا حساب نہیں کر سکتے۔

یا فرماتے ہیں:

---

(۱)۔تمام مسلمانوں کی عبادت کے برابر نہیں بلکہ ثقلین کی عبادت سے افضل ہے (مترجم)

(۲)۔کفایۃ الطالب، گنجی شافعی، باب ۶۲ ص ۲۵۱

''میرے بعد علی وہ بہترین انسان ہے کہ سورج جس پر طلوع وغروب ہوتا ہے۔''(۱)

یا فرماتے ہیں:

''علیؑ بہترین بشر ہے، جو اس میں شک کرے وہ کافر ہے۔''(۲)

مزید فرماتے ہیں:

''اے علیؑ! تم ہی طریق الٰہی، نباءِ عظیم، صراط مستقیم، مَثَل اعلیٰ، امام المسلمین وامیر المومنین، اوصیاء میں بہترین اور سید الصدیقین۔۔۔ہو''(۳)

اور اس کے علاوہ سینکڑوں احادیث وروایات، شیعہ وسنی کتب احادیث میں درج ہیں۔

جی ہاں علی مرتضیٰؑ ایسے گوہر یکتا ہیں کہ جہان خلقت نے نہ ان کی مثل دیکھا ہے نہ دیکھ پائے گا، ان کے بارے میں جو کچھ کہا گیا، جو ہم کہیں اور جو کچھ کہا اور لکھا جائے گا یہ سب کچھ ان کی فضیلتوں اور عظمتوں کے بحر بیکراں کا ایک قطرہ ہے۔

---

(۱)۔لسان المیزان، عسقلانی، ج۶ص ۷۸

(۲)۔کنز العمال، ج۶ص ۱۵۹

(۳)۔ینابیع المودۃ، قندوزی حنفی

حضرت علی علیہ السلام مخالفین کی نگاہ میں

حضرت علیؑ ان چند افراد میں سے ایک ہیں جنہیں دشمنوں اور غیر مسلم دانشوروں نے بھی اچھے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اور کوئی آپ کے فضائل چھپانے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ لہٰذا آج بھی آپ کے فضائل کا سورج روز روشن کی طرح درخشاں ہے کیونکہ آپؑ خدا کا نور ہیں اور خدا کا نور کبھی گُل نہیں ہوسکتا۔

حضرت علیؑ کی فضیلتوں کے بارے میں دوسروں کے اعترافات کی چند مثالیں بطور نمونہ پیش کرر ہے ہیں۔ مزید مطالعہ کے لیے آپ مفصل کتب کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

(۱) ام المومنین حضرت عائشہ: میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ وہ بہت زیادہ علی ابن ابی طالبؑ کے چہرے کو دیکھا کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا: اے بابا! آپ علیؑ کو اتنا زیادہ کیوں دیکھا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں: "علیؑ کے چہرہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔"(۱)

(۲) شعبی کہتے ہیں: ایک دفعہ حضرت ابوبکر ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت علیؑ دور سے نمایاں ہوئے جیسے ہی حضرت علیؑ کو آتے دیکھا کہنے لگے: جو بھی اُس شخص کو دیکھنا چاہتا ہے جو مقام و منزلت میں لوگوں میں سب سے زیادہ بلند، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ نزدیک، نام و نسب میں سب سے اعلیٰ اور لوگوں سے سب سے زیادہ بے نیاز _ کہ یہ بے نیازی اسے رسول اکرمؐ کے ذریعہ حاصل ہوئی ہے۔ تو اس شخص کو دیکھے جو سامنے سے آرہا ہے۔(۲)

(۱)۔ تاریخ الخلفاء، سیوطی، ص ۱۷۲ اسی طرح دیگر کتب

(۲)۔ مناقب خوارزمی، فصل ۱۴ ص ۹۸ اسی طرح دیگر کتب

(۳) حضرت عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے حضرت علیؑ کی تکریم و تحسین کے بعد فرمایا: "مَنْ کُنْتُ مَوْلاہُ فَعَلِیٌّ مولاہ،

جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ مولا ہے، اے پروردگار! اس کے دوست کو دوست رکھ، اس کے دشمن کو دشمن رکھ، جو اسے ذلیل کرے تو اسے ذلیل کر، جو اس کی مدد کرے تو اس کی مدد فرما، خدایا تو ان لوگوں پر میرا گواہ رہنا۔"

حضرت عمر نے کہا میرے پاس ایک خوبصورت جوان کھڑا تھا جس کا جسم خوشبو سے معطّر تھا، اس نے مجھ سے کہا: اے عمر بیشک رسول خدا ﷺ نے سب سے عہد اور بیعت لے لی ہے، اب سوائے منافق کے اس عہد و پیمان اور بیعت کو کوئی نہ توڑے گا۔ خبردار! کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ہی اسے توڑ ڈالو۔

حضرت عمر نے کہا: میں نے عرض کی یا رسول اللہ، جب آپ علیؑ کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے تو میرے پاس ایک خوبصورت جوان کھڑا تھا جس کا جسم خوشبو سے معطّر تھا اس نے مجھ سے اس اس طرح کہا ہے۔

جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ہاں اے عمر وہ جبرئیل تھے وہ چاہتے تھے کہ جو کچھ میں نے علیؑ کے بارے میں کہا وہ تمہیں اس کی تاکید کر دیں۔ (۱)

(۴) حضرت عمر نے رسول خدا ﷺ سے ایک حدیث مرفوع روایت کی ہے: اگر لوگ علی ابن ابی طالبؑ کی محبت و دوستی پر متفق ہو جاتے تو خدا آتش جہنم کو خلق نہ کرتا۔ (۲)

(۵)۔ ایک دن حضرت علیؑ نے حضرت عثمان سے فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے

(۱)۔ ابن عساکر در شرح حال امام علیؑ از تاریخ دمشق ج ۲ ص ۸۰ (شرح محمودی)
(۲)۔ ینابیع المودۃ

کہ اس طرح ٹکٹکی باندھ کر مجھے دیکھا کرتے ہو؟ حضرت عثمان نے کہا: میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے کہ "علیؑ کے چہرے کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔(۱)

(۶) جناب عائشہ کہتی ہیں: خدا نے کسی کو خلق نہیں کیا جو علیؑ سے زیادہ رسول خدا ﷺ کو محبوب ہو۔(۲)

(۷) ابن ابی الحدید، جو کہ اکابرین اہل سنت میں سے ہیں، کہتے ہیں: "میں اس شخص کی فضیلت میں کیا کہوں کہ جس پر تمام فضائل انسانی کی انتہا ہوتی ہے، تمام اسلامی فرقے جس کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں، وہ سرکار فضیلت و سرچشمہ فضائل۔۔۔ہے۔"

ایک دوسری جگہ کہتے ہیں: "علیؑ نص کے اعتبار سے بلکہ فضیلتوں کی وجہ سے امر ولایت میں اولیٰ اور سب سے زیادہ حقدار تھے!!؛ کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل اور تمام مسلمانوں میں خلافت کے سب سے زیادہ حقدار تھے۔"(۳)

لیکن ہمارے عقیدے کے مطابق، حضرت علیؑ نص وتصریح قرآن کریم و رسول اسلام ﷺ کے مطابق تنہا وہ شخصیت ہیں جو امامت و جانشینی پیغمبر ﷺ کے لائق تھے۔

(۸) زمخشری کہتے ہیں: میں اس شخص کے بارے میں کیا کہوں، دشمنوں نے کینہ وحسد کی وجہ سے جس کے فضائل کا انکار کیا، دوستوں نے خوف کی وجہ سے

---

(۱)۔البدایہ والنھایۃ، ابن کثیر، ج ۷ص ۳۵۸

(۲)۔ابن عساکر در شرح حال امام علیؑ از تاریخ دمشق، ج ۲ص ۱۶۲

(۳)۔شرح نہج البلاغہ ج ۱، ص ۱۶ و ۲۶

چھپائے لیکن اس کے باوجود اس کے فضائل نے مشرق و مغرب کا احاطہ کر رکھا ہے۔(۱)

(۹) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں: میں نے اپنے استاد ''ابوھزیل'' سے سنا، جب ان سے کسی نے سوال کیا کہ خدا کے نزدیک علیؑ زیادہ افضل ہیں یا ابوبکر؟ تو انھوں نے کہا: خدا کی قسم! صرف روز خندق حضرت علیؑ کا عمرو بن عبدود سے مقابلہ کا موازنہ تمام مہاجرین وانصار کے اعمال اور ان کی عبادتوں سے کیا جائے تو یہ مقابلہ ان تمام پر افضل ہے چہ جائیکہ تنہا حضرت ابوبکر سے افضل ہو''۔(۲)

(۱۰) عیسائی طبیب و محقق ''شبلی شمیّل'' لکھتے ہیں: حضرت علیؑ سب سے زیادہ لائقِ شرف اور تنہا وہ شخصیت ہیں کہ مشرق و مغرب نے ماضی اور حال میں ایسی عالی تصویر نہ دیکھی جو اصل کے عین مطابق ہو۔(۳)

(۱۱)۔ انگلستان کے مشہور فلسفی اور اہل قلم ''توماس کارلائل'' کہتے ہیں: ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم حضرت علیؑ کو دوست رکھیں اور ان سے محبت کریں اس لئے کہ وہ بے انتہا عظیم اور باقدر انسان تھے۔ان کے سینے سے مہر و محبت اور نیکی کا سیل رواں جاری تھا، وہ بہت دلیر اور نڈر تھے، شیر سے زیادہ شجاع لیکن ان کی شجاعت میں مہربانی، ہمدردی اور نرم دلی پائی جاتی تھی......''(۴)

حضرت علیؑ کے بارے میں مخالفین و اغیار کے اعترافات اور اظہار نظر کے یہ چند نمونے جمع کیے گئے ہیں تا کہ ان کی عظمتوں کا ایک گوشہ ہم پر روشن ہو جائے۔

---

(۱)۔ داستان غدیر: ص۲۸۴ (۲)۔ ج۴ ص۳۳۴ (۳)۔ محمد ابراہیم سراج، خورشید غروب امام علیؑ، ص:۳۲۰

(۴)۔ محمد ابراہیم سراج: خورشید غروب امام علیؑ: ص۳۲۱ اس کتاب میں کثرت سے اغیار کے اظہار نظر جمع کیے گئے ہیں (رجوع فرمائیں)

دریائے بے ساحل

حضرت علیؑ کے تمام فضائل میں علم ودانش اور حکمت ومعرفت کا سورج آج بھی اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ درخشاں ہے۔ وہ پیغمبر اسلام ﷺ کے فرمان کے مطابق کتاب الٰہی وسنت نبوی اور تمام علوم بشری میں سب سے زیادہ عالم اور دانا ترین تھے، اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا دشمنوں نے بھی اعتراف کیا ہے۔

وہ عظیم دائرۃ المعارف اور معرفت کے دریائے بے ساحل تھے، وہ معرفت خدا، انسان طبیعت و جہان ہستی، آسمان و زمین، احکام شریعت اور معرفت دنیا وآخرت سے اس طرح سرشار تھے کہ کوئی بھی اس معرفت میں ان کا مقابل ونظیر نہ تھا۔

جی ہاں! صرف ان کے بارے میں پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اَنَا مدِینَۃُ العِلْمِ و عَلِیٌّ بَابُھا فَمَنْ أَرادَ المَدِینۃَ فَلْیَأْتِ البَابَ''(۱)

''میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں، جو شخص شہر میں وارد ہونا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ دروازے سے آئے۔''

یا آپؐ نے فرمایا: ''میں شہر حکمت ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔''(۲)

اسی طرح فرماتے ہیں:

''حکمت کے دس جزء ہیں، نو جزء علیؑ کو اور بقیہ ایک جزء دیگر افراد کو دیا گیا ہے۔''(۳)

---

(۱)۔ مناقب خوارزمی ص ۴۹ اور بہت سی دیگر کتب

(۲)۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۱ ص ۶۴ (۳)۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۱ ص ۶۴

چون تو بابی آن مدینه علم را چون شعاعی آفتاب علم را
باز باش ای باب برجویای باب تا رسد از تو قشور اندر لباب (۱)

حضرت علیؑ ہی وہ تنہا ذات گرامی ہیں جنہیں رسول اکرم ﷺ نے اپنی عمر کے آخری لمحات میں گلے لگایا اور کچھ بعد جدا ہوئے تو آپ کا چہرہ کھل رہا تھا۔ اس کے بعد آپؑ فرمایا کرتے تھے: رسول اکرم ﷺ نے مجھ پر علم کے ہزار دریچے کھولے اور میں نے ہر دریچہ سے ہزار دریچے کھول لیئے۔

تنہا آپ کی ذات گرامی ہے کہ جس نے ''سَلُونی قَبلَ أَن تَفقِدُونِی'' کا دعویٰ کیا اور اس سے کماحقّہ عہدہ برآ ہوئے اور آپ کے بعد جس نے بھی یہ دعویٰ کیا ذلت و رسوائی کا خریدار ہوا اور رسوائے شرمندگی کے کچھ نہ ملا۔

ابن عباس رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور مفسر قرآن تھے، وہ عہد رسول خداؐ میں مسجد میں آتے اور لوگوں کو تفسیر قرآن بتایا کرتے تھے۔ شیعہ و سنی دونوں کے نزدیک ان کا ایک عظیم مقام ہے۔

وہ علم و دانش سے سرشار تھے لیکن جب ان سے پوچھا گیا: علیؑ کی نسبت آپ کا علم کتنا ہے؟ تو کہنے لگے: سمندر کے مقابلہ میں بارش کے ایک قطرہ کی مانند ہے۔

یا ایک جگہ اور کہا؛ علم کے دس حصوں میں سے نو حصے علیؑ کو دیئے گئے اور بقیہ ایک حصہ میں بھی علیؑ شریک ہیں۔

حضرت علیؑ کے بدترین دشمن حاکم شام نے آپ کی شہادت کی خبر سن کر کہا:

(۱)۔ مولوی (ایران کے عظیم شاعر)

''علیؑ کے بعد علم وفقاہت دنیا سے ختم ہوگئی۔''

جی ہاں امیر المومنین حضرت علیؑ وارث علوم پیغمبر ﷺ ہیں اور خود پیغمبر خدا، سرچشمہ علم ازلی سے سیراب ہوئے ہیں، وہ ہی صاحب ''علم کتاب'' ہیں، وہی علم جس کے ذریعے حضرت سلیمانؑ کے وصی آصف بن برخیا نے چشم زدن میں ملکہ سبا کا تخت جناب سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر کر دیا تھا جبکہ ان کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا۔

تمام مورخین ودانشمندان اسلامی کا اتفاق نظر ہے کہ تمام صحابہ کے درمیان حضرت علیؑ سے زیادہ تمام علوم اسلامی میں کوئی بھی علم وآگاہی نہ رکھتا تھا اسی وجہ سے سب کے سب اور خاص طور پر خلفاء اپنی تمام مشکلات ومعضلات میں آپ ہی سے رجوع کرتے اور اپنی مشکلوں کا حل چاہتے تھے اور اعتراف کرتے تھے کہ حضرت علیؑ کا علم ودانش آپ کی معرفت اور آپ کا بابرکت وجود ان کی نجات کا باعث ہے۔

آپ پر اس حد تک مظالم ڈھائے گئے کہ آپ کو لوگوں کی رہبری سے دور کر کے خانہ نشین ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔ نہ تنہا آپ کو بلکہ آپ کے شیعہ اور وفادار ساتھیوں پر شدید معاشی وسیاسی دباؤ ڈالا گیا تا کہ یہ لوگ نہ تو قیام کی فکر کر سکیں اور نہ ہی آپ کے مسلّم حق کا مطالبہ کر سکیں۔ اس تمام صورت حال کے باوجود آپ اپنے فرض پر عمل کرتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کے جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کی خاطر، خلفاء کو درپیش مشکلات میں ان کی ہدایت وحل مشکلات میں کوتاہی نہ فرماتے، اور ہر موقع پر ان کی فریاد رسی کرتے ہوئے ان سے ہونے والے اشتباہات اور غلطیوں کا تدارک کرتے رہے۔

بیشک انسان تاریخ کے مطالعہ حتیٰ کتب اہل سنت کے ذریعے بھی بخوبی اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ اگر حضرت علیؑ کی علم وآگاہی، فہم وفراست اور درایت کارفرما نہ ہوتی تو خلفاء کی نادانی کی بنا پر کتنا ہی خون ناحق بہہ جاتا، کتنا ہی مال برباد ہو جاتا اور کتنی ہی آبروریزی ہوتی۔

خلفائے ثلاثہ نے سیاسی واجتماعی وقضائی اور اسلامی احکام کے جن مختلف موارد میں حلِ مشکلات کیلئے حضرت علیؑ کی طرف رجوع کیا ان کی بے شمار مثالیں کتب تاریخ میں موجود ہیں۔ عجیب یہ ہے کہ خلفاء ہی نے اپنی عجز وناتوانی اور حضرت علیؑ کی قدرتِ علمی کا اعتراف کیا ہے۔

مثلاً خلیفہ اوال نے اپنی عجز وناتوانی اور امیر المومنینؑ کے ذریعے حل مشکل کے بعد واضح طور پر لوگوں کے درمیان یہ اعلان کیا:

''اَقِیلُونِی فَلَسْتُ بِخَیرِکُم وعَلیٌّ فِیکُم''(۱) ''مجھے چھوڑ دو اس لیے کہ علی مرتضیٰؑ کے ہوتے ہوئے میں تمہارے لیے بہتر نہیں ہوں۔''

یہ ہی وہ مقام ہے کہ جہاں انسان صدر اسلام کے مسلمانوں کے حال پر افسوس کر سکتا ہے کہ کس قدر جاہلانہ طور پر وہ لوگ خط نفاق کے پیرو ہو گئے کیونکہ انہوں نے ''سلونی قبل ان تفقِدُونی'' کا دعویٰ کرنے والے کو خانہ نشین کر دیا اور ''اَقِیلُونِی فَلَسْتُ بِخَیرِکُم وعَلیٌّ فِیکُم'' کا اقرار اور اعلان کرنے والے کی بیعت کر لی اور اسے پیغمبر اکرم ﷺ کی جگہ پر بٹھا دیا!!!

اور سب سے زیادہ تعجب ان لوگوں پر ہے جو اس علمی زمانہ میں حضرت علیؑ کے افضل

(۱)۔ احقاق الحق ج ۸، ص ۲۴۰

ہونے کا یقین رکھنے کے باوجود اپنے غلط رویہ کی اصلاح کی بجائے جُہّال کی پیروی پر باقی رہتے ہوئے جاہلانہ افتخار کرتے ہیں!!!

خلیفۂ دوم نے بھی بارہا مراتب ایمان آپ کی شخصیت میں منحصر کرتے ہوئے آپ کی ناقابل قیاس شخصیت کا اعتراف کیا اور مختلف انداز میں اپنی عجز وناتوانی اور جہالت کا اقرار کیا ہے جیسا کہ معروف ہے کہ مکرّراً اور بنابر قولی ستر مرتبہ ''لَولَا علی لَهَلک عمر'' یعنی اگر علیؑ نہ ہوتے عمر ہلاک ہو جاتا، کہا ہے۔

بے شمار شیعہ علماء کے علاوہ بہت سے علماء اہل سنت نے بھی مختلف واقعات کے ضمن میں حضرت عمر کے اس جملے کو نقل کیا ہے۔ ذیل میں ہم اُن چند کتابوں کا ذکر کرتے ہیں جن میں یہ قول نقل کیا گیا ہے:

۱۔ روز بھان نے ابطال الطالب میں ذکر کیا،

۲۔ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب والاصابۃ میں

۳۔ ابن قتیبہ نے تاویل مختلف الحدیث میں

۴۔ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں

۵۔ افندی نے ہدایۃ المرتاب میں

۶۔ ابن اثیر نے اُسد الغابہ میں

۷۔ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں

۸۔ شبلنجی نے نور الابصار میں

۹۔ ابن صباغ مالکی نے فصول المھمہ میں

۱۰۔ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں

۱۱۔ قوشجی نے شرح تجرید میں

۱۲۔ابن طلحہ شافعی نے مطالب السؤال میں

۱۳۔احمد بن حنبل نے مسند اور فضائل میں

۱۴۔ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں

۱۵۔ابن مغازلی نے مناقب و......(۱)

لیکن خلیفہ دوم نے چند مقام پر اپنی ناتوانی کا اظہار ذیل میں دیئے گئے جملات کے ذریعے بھی کیا ہے:

لَو لَا علیٌّ لضلّ عمر - لو لاکَ لَافتَضَحنَا - لَا اَبْقَانِیَ اللهُ بعدَ ابن ابی طالب - لَا اَبقانِیَ الله لِشِدَّةٍ لستَ لَهَا - اَعوذُ بِالله مِن مُعْضَلَةٍ لیسَ لهَا ابو الحسن و......

علمائے اہل سنت میں سے خطیب خوارزمی حضرت علیؑ کے علم ودانش کے بارے میں یوں گنگناتے ہیں:

اِذا عمر تَخطّا فی جواب　وَنَبّاهُ علیّ بالصواب

یقول بعدله لو لا علی　هلکت هلکت فی ذاک الجواب

یعنی: جب حضرت عمر کسی مسئلہ کے جواب دینے میں خطا کرتے تھے اور علیؑ ان کی صحیح جواب کی طرف راہنمائی کرتے تھے تو وہ اپنی عدالت وانصاف کے بارے میں کہتے: اگر علیؑ نہ ہوتے تو آج اس سوال کے جواب میں ہلاک ہو جاتا، ہلاک ہو جاتا۔

---

(۱)۔شبہای پشاور، ص ۴۱۰،۴۰۹؛ اس کتاب کا اردو ترجمہ ''خورشید خاور'' کے نام سے آچکا ہے (مترجم)

تاریخ میں نقل ہوا ہے کہ: ایک دن حضرت عمر نے امیر المومنینؑ سے کہا: اے ابوالحسن! آپ قضاوت و داوری میں بہت سرعت سے کام لیتے ہیں (یعنی آپ کیوں بغیر فکر کیے جلدی سے جواب دیکر فیصلہ کر دیتے ہیں)۔

حضرت علیؑ نے حضرت عمر کے سامنے اپنا ہاتھ بڑھایا اور فرمایا: میرے ہاتھ میں کتنی انگلیاں ہیں؟

حضرت عمر نے کہا: پانچ انگلیاں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا! ابو حفص؛ جلدی سے جواب دے دیا۔

حضرت عمر نے کہا: (سوال مشکل نہ تھا جس کیلئے غور و فکر کرتا اور) مجھ پر مطلب پوشیدہ نہ تھا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: جو چیز مجھ سے پوشیدہ نہیں میں بھی اس کا جواب جلدی سے دیدیتا ہوں (۱) (یعنی جن مشکلات کے حل کرنے میں تم عاجز ہو وہ میرے لیے ہاتھ کی انگلیوں کی طرح روشن و آشکار ہیں لہٰذا مجھے جواب دینے سے پہلے غور و فکر کی ضرورت نہیں)۔

خود خلیفہ دوم، رسول اکرم ﷺ سے روایات نقل کرتے ہیں کہ امیر المومنینؑ لوگوں میں سب سے زیادہ عالم اور مسائل قضاوت میں سب سے زیادہ آگاہی رکھنے والے ہیں اور خود بھی اس بات کا اعتراف کرتے کہ امیر المومنینؑ قضاوت میں ہم سب سے بالاتر ہیں اور یہ بھی کہتے تھے کہ علم کے چھ حصے ہیں، پانچ ان میں سے علیؑ کیلئے ہیں اور بقیہ ایک حصہ تمام لوگوں

---

(۱)۔ پرتوی از بیکران علم علیؑ، ترجمہ کرمانی ص ۱۳

کیلئے ہے لیکن وہ اس حصے میں بھی ہمارے ساتھ شریک ہیں بلکہ وہ ہم سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔(۱)

یہاں حضرت عمر سے سوال کرنا چاہیے کہ قرآن کی جن متعدد آیات میں علم اور لوگوں کی ہدایت پر قدرت کو شرائط رہبری میں سب سے زیادہ شمار کیا گیا ہے، لوگوں کیلئے آپ کس طرح ان کی تفسیر بیان کرتے ہیں تا کہ لوگوں پر ناحق حکومت کر سکیں؟!!!

خلیفہ سوم بھی مختلف مواقع پر حلِ مشکلات کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مدد حاصل کرتے تھے لہٰذا اس طرح امام کی افضلیت اور اپنی عجز و ناتوانی ثابت کرتے تھے۔

خلفاء ثلاثہ کے بعد معاویہ ابن ابی سفیان نے بھی حل مسائل کیلئے مختلف واسطوں کے ذریعے آپ کی طرف رجوع کیا تا کہ اپنی مشکلات برطرف کر سکے۔

حیرت انگیز بات ہے کہ جو لوگ قرآن کریم کی سادہ ترین آیات کو سمجھنے اور سادہ ترین حکم شرعی کو بیان کرنے سے عاجز تھے وہ اپنے کو صاحب شریعت کا جانشین اور قوانین قرآن وسنت کے نافذ کرنے والے کہلاتے تھے اور معدن فضل وعلوم اولین وآخرین کو خانہ نشینی کا مستحق سمجھتے تھے۔

بہر حال اس نوشتہ میں جو کچھ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا وہ دریائے علوم علوی کا ایک قطرہ ہے، اور مدعیان خلافت کا علی بن ابی طالبؑ کا محتاج ہونے کے جو موارد بیان کیے گئے ہیں اکثر کتب اہل سنت سے ہم تک پہنچے ہیں......

امید ہے کہ قارئین کیلئے مایہ ہدایت اور قابل استفادہ قرار پائے۔

---

(۱)۔ پرتوی از بیکران علم علیؑ، ترجمہ کرمانی ص ۱۳

باب دوم

حضرت ابوبکر کو
حضرت امیرالمومنین علیہ السلام
کی ضرورت واحتیاج

ایک ہی دن میں شادی اور اس کا ثمرہ

بعض افراد نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر سے سوال کیا: ''ایک شخص نے ایک دن صبح کے وقت ایک عورت سے شادی کی تو اُس عورت کے اُسی رات ولادت واقع ہوگئی کچھ دن بعد اس آدمی کا انتقال ہوگیا تو ماں اور مولود دونوں نے اس شخص سے ارث پایا۔'' بتایئے یہ کس طرح ممکن ہے؟

حضرت ابوبکر جواب دینے سے قاصر رہے۔

امیر المومنینؑ نے اس موقع پر فرمایا: اس شخص نے اپنی کنیز کے ساتھ ہمبستری کی تھی جس کی وجہ سے وہ حاملہ ہوگئی تھی، جب وضع حمل کا وقت قریب آیا تو اس نے کنیز کو آزاد کردیا اور صبح کو اس سے شادی کرلی، جب مغرب کا وقت قریب ہوا تو ولادت ہوگئی لہذا جب اس شخص کا انتقال ہوا تو عورت اور مولود نے ارث پایا۔(۱)

(۱)۔ نجم الدین العسکری، علی والخلفاء ص ۶۵

نمائندہ روم کے حیرت انگیز سوالات

بادشاہِ روم کے نمائندے نے حضرت ابوبکر سے سوال کیا: بتایئے وہ کون ہے جو نہ بہشت کا امیدوار ہے، نہ ہی خدا سے ڈرتا ہے، نہ رکوع کرتا ہے نہ سجدہ، مردہ کا گوشت کھاتا ہے اور خون بھی، جسے دیکھا نہیں اس کی گواہی دیتا ہے، فتنہ کو دوست رکھتا ہے اور حق کا دشمن ہے؟

حضرت ابوبکر کے پاس کوئی جواب نہ تھا لہٰذا خاموش رہے۔

حضرت عمر نے کہا: تم نے ان سوالات کے ذریعے اپنے کفر میں اضافہ کرلیا ہے۔

یہ خبر امیر المومنینؑ تک پہنچی تو فرمایا: یہ شخص اولیاءِ خدا میں سے ہے جس کی امید و آرزوئے نہائی بہشت نہیں (بلکہ رضائے الٰہی وخوشنودی الٰہی ہے) اسے آتشِ جہنم کا ڈر نہیں، خدا اور اس کی عدالت سے ڈرتا ہے لیکن خدا کے ظلم سے نہیں ڈرتا (کیونکہ وہ خدا کو ظالم نہیں سمجھتا)، نماز میت میں رکوع وسجود نہیں کرتا، مچھلی وٹڈی کا گوشت (جو کہ شکار کے بعد مر گئے ہیں) کھاتا ہے، (حلال گوشت پرندوں اور حیوانات کا) جگر کھاتا ہے، مال واولاد سے محبت کرتا ہے جنہیں قرآن نے فتنہ سے تعبیر کیا ہے، جنت ودوزخ کی تصدیق کرتا ہے جنہیں اس نے دیکھا نہیں، اور موت جو کہ حق ہے اُسے دشمن رکھتا ہے اور اُسے پسند نہیں کرتا۔(۱)

(۱)۔ نجم الدین العسکری، علی والخلفاء ص ۶۹

حضرت ابوبکر ”اب“ کے معنی نہ جانتے تھے

ایک دفعہ حضرت ابوبکر سے سوال کیا گیا کہ آیہ شریفہ (وفاکھۃً و أبّاً) میں کلمہ ”أبّاً“ سے کیا مراد ہے؟

حضرت ابوبکر نے کہا: کون آسمان مجھ پر سایہ کرے گا اور کون زمین مجھے پناہ دے گی یا آخر میرا کیا بنے گا کہ کتاب الٰہی سے متعلق کچھ بھی تو نہیں جانتا جو بتاسکوں، ”فاکھہ“ کے معنی تو پتہ ہیں لیکن ”اب“ کے معنی نہیں معلوم۔

امیر المومنینؑ کو خبر ملی تو آپ نے فرمایا: سبحان اللہ؛ کیا تمہیں نہیں معلوم ”اب“ سے مراد حیوانات کی چراگاہ ہیں، اور آیہ شریفہ (وفاکھۃً و أبّاً) مقام بیان میں ہے، جو نعمتیں انسان پر نازل کی گئی ہیں ان کو بیان کیا جارہا ہے یعنی نعمتوں میں انسانوں کی غذا کے علاوہ ان کے حیوانات کی غذا کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔(۱)

(۱)۔ نجم الدین العسکری، علی والخلفاء ص ۲۷، شوستری، قضاء امیر المومنینؑ، فصل ۱۴

مسجد کے زمین بوس ہونے کا راز

خلافت حضرت ابوبکر کے زمانے میں عدن کے ساحل پر ایک مسجد تعمیر کی گئی لیکن خود بخود گر گئی، دوبارہ تعمیر کی گئی لیکن پھر منہدم ہو گی۔

واقعہ کی خبر خلیفہ کو دی گئی، خلیفہ نے لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اور انہیں قسم دی کہ تم میں جو کوئی بھی اس کی حقیقت سے آگاہ ہے، بیان کرے۔ لیکن حاضرین میں سے کوئی جواب نہ آیا۔ تو امیر المومنینؑ نے فرمایا: انہیں لکھو کہ سمتِ قبلہ کے دائیں بائیں طرف کو کھودیں۔ دو قبریں ظاہر ہوں گی ان پر لکھا ہے کہ میں ''رضویٰ'' اور میری بہن ''حبی'' ہم دونوں دنیا سے جاتے وقت خدا پر ایمان رکھتے تھے اور ہم نے ہرگز شرک نہیں کیا۔

یہ دونوں میت برہنہ دفن ہو گئی ہیں لہٰذا حکم دو کہ انہیں غسل و کفن دیں پھر نماز میت پڑھ کر انہیں دفن کریں اس کے بعد مسجد تعمیر کریں تو منہدم نہ ہو گی۔

جب امیر المومنینؑ کے حکم پر عمل کیا تو مسجد دوبارہ منہدم نہ ہوئی۔(۱)

---

(۱)۔ابن شہر آشوب مناقب آل ابی طالب، ج۲، ص۳۵۶

یہودی ، جانشین پیغمبرؐ کی تلاش میں سرگرداں

حضرت امام صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے دو یہودی دوست تھے جو کہ حضرت موسیٰ کے مومن تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے اور قرآن کی آیات سنتے تھے۔

ان دونوں نے تورات اور صحف ابراہیم بھی پڑھے تھے اور دیگر گزشتہ کتب آسمانی سے بھی اچھی خاصی آشنائی رکھتے تھے۔ جب رسول اللہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے پیغمبرؐ کے جانشین کے بارے میں سوال کیا اور کہنے لگے جو پیغمبر بھی دنیا سے جاتا ہے وہ اپنے بعد کیلئے جانشین کا تعارف کروا کر جاتا ہے۔

ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اب اس پیغمبر کے بعد ان کا جانشین کون ہے؟

دوسرے نے کہا: تورات میں اس کی جو صفات ذکر ہوئی ہیں ان کے ذریعے پہچان لوں گا۔ اس کے بعد وہ اسی فکر میں مدینہ روانہ ہو گئے اور لوگوں سے پیغمبر ﷺ کے جانشین کے بارے میں سوال کرتے رہے۔ مدینہ کے لوگوں نے حضرت ابوبکر کی طرف ان کی راہنمائی کردی جب وہ حضرت ابوبکر سے ملے تو کہنے لگے ہمارا مطلوب یہ شخص نہیں۔ انہوں نے سوال کیا: رسول خدا ﷺ سے آپ کی کیا نسبت ہے؟ کہنے لگے میں ان کا رشتہ دار ہوں اور وہ میرے داماد ہیں۔

انہوں نے کہا ایسے رشتہ دار کی ہمیں تلاش نہیں۔ اچھا اتنا بتائیے کہ آپ کا پروردگار کہاں ہے؟ حضرت ابوبکر نے جواب دیا: سات آسمان کے اوپر ہے۔ دونوں یہودیوں نے یہ جواب سن کر کہا جس شخص کی ہمیں تلاش ہے یہ ہرگز وہ نہیں۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت ابوبکر سے کہا جسے تم اپنے سے بھی داناتر سمجھتے ہو ہمیں اس کی طرف راہنمائی کرو، حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کی طرف راہنمائی فرمائی۔

انہوں نے حضرت عمر کے پاس آکر سوال کیا کہ: آپ کی پیغمبر سے کیا رشتہ داری ہے؟

کہنے لگے: میں ان کا رشتہ دار ہوں اور وہ میری بیٹی کے شوہر ہیں۔

پھر انہوں نے حضرت عمر سے بھی وہی سوالات کیئے اور جب دیکھا کہ وہ بھی بغلیں جھانک رہے ہیں تو کہا: اپنے سے دانا کی طرف ہماری راہنمائی فرمایئے: اب حضرت عمر نے انہیں حضرت علیؑ کے پاس بھیج دیا۔

جب وہ حضرت علیؑ کے پاس آئے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے: یہ ہی وہ شخص ہے جس کی صفات تورات میں مذکور ہیں، یہ وصی وخلیفہ پیغمبر ﷺ، ان کی بیٹی کے شوہر، ان کے نواسوں کے والد ہیں اور انہی کو رسول ﷺ کے بعد قیام کا حق ہے۔

انہوں نے حضرت علیؑ سے بھی وہی سوال کیا: آپ کی رسول خدا سے کیا رشتہ داری ہے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں ان کا بھائی، وارث ووصی ہوں۔ اسی طرح ان پر ایمان لانے والوں میں سبقت کرنے والا اور ان کی بیٹی کا شوہر ہوں۔

وہ یہودی کہنے لگا کہ: بے شک یہ افتخار آمیز قرابت ومنزلت وہ صفات ہیں جو ہم نے تورات میں پڑھی ہیں، بتایئے آپ کا پروردگار کہاں ہے؟

امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو تمہیں اس سے آگاہ کروں جو کچھ عہدِ موسیٰ (تورات) میں ہے اور اگر چاہو تو جو کچھ ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ

ﷺ کے عہد میں ہے، مطلع کروں۔

انہوں نے کہا وہ بتاؤ جو ہمارے پیغمبر موسیٰ کے زمانہ میں تھا۔

فرمایا: چار فرشتے آ کر آپس میں ملے، ایک مشرق سے، ایک مغرب سے، اور دو آسمان وزمین سے آئے، آپس میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہاں سے آرہے ہو؟ چاروں کا یہی جواب تھا کہ ہم اپنے پروردگار کے پاس سے آرہے ہیں۔

لیکن عہد پیغمبر اسلام ﷺ میں قرآن اس بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿مَا یَکُونُ من نجویٰ ثلاثة اِلّا ھُوَ رَابعُھم ولا خامسةٍ الّا ھُو سادسِھُم ولا ادنی من ذالک ولا اکثر اِلّا ھُو مَعَھم أینما کانُوا...﴾

''آیت کا مضمون یہ ہے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے اس کا کوئی مکانِ خاص نہیں۔''

ان دونوں نے سوال کیا: آپ جبکہ اُن دونوں سے زیادہ لائق وسزاوار ہیں تو انہوں نے اپنی جگہ پر آپ کو کیوں قرار نہ دیا؟

خدا کی قسم جس نے توراۃ نازل کی، آپ ہی رسول خدا ﷺ کے برحق جانشین ہیں ہم نے آپ کی صفات توراۃ میں پڑھی ہیں۔ بہرحال امر رہبری میں آپ سزاوارتر ہیں اور شیخین پر حق مقدم رکھتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: ان دونوں نے خود کو آگے اور مجھے پیچھے کر دیا، اب ان دونوں کا حساب پروردگار عادل پر ہے کہ قیامت میں انہیں روک کر ان سے سوال کرے۔(۱)

---

(۱)۔ نجم الدین العسکری، علی والخلفاء، ص۱۷۶

خدا کیلئے پشت و مقابل نہیں

جناب سلمان کہتے ہیں: رسول خدا ﷺ کی وفات کے بعد ایک دن مسیحیوں کا ایک گروہ، ایک اسقف کی سرپرستی میں مدینہ میں وارد ہوا، اور اس نے خلیفہ (حضرت ابوبکر) کے حضور چند سوالات پیش کیے لیکن خلیفہ جوابات دینے سے قاصر رہے تو انہوں نے انہیں باب مدینۃ العلم یعنی حضرت علیؑ کے حضور بھیج دیا۔ ان کا ایک سوال یہ تھا کہ خدا کہاں ہے؟

امامؑ نے آگ روشن کی اور پوچھا بتایئے اس آگ کا مقابل کس سمت میں کہلائے گا؟ مسیحی نے کہا تمام اطراف اس کے مقابل کہلائیں گے آگ کیلئے ہرگز پشت و مقابل نہیں۔

امامؑ نے فرمایا: آگ جو خدا کی مصنوع و مخلوق ہے اس کے لیے کوئی خاص طرف نہیں تو یاد رکھو اس کا جو خالق ہے اور وہ کسی طرح بھی اس کی شبیہ نہیں وہ اس سے کہیں بالاتر اور منزہ ہے کہ اس کیلئے پشت و مقابل موجود ہوں۔ مشرق و مغرب سب اُسی کے ہیں جس طرف بھی رخ کرو خدا کے روبرو ہو گے، کوئی چیز اس سے مخفی و پنہان نہیں۔ (۱)

---

(۱)۔ محمد تقی شوستری، قضاء امیر المومنینؑ، فصل ۱۱، حدیث ۱۱، ص ۶۶

رأس الجالوت کے سوالات

یہودیوں کے پیشوا ''رأس الجالوت'' نے حضرت ابوبکر کے سامنے چند سوالات پیش کیے لیکن وہ قرآن سے ان کے جوابات دینے پر قادر نہ تھے، لہٰذا اس کے بعد امیر المومنینؑ نے ان سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔موجودات زندہ کا مایۂ حیات کیا ہے؟

فرمایا: قرآن کی نظر میں ان کا مایۂ حیات پانی ہے۔

﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ﴾(۱)

۲۔وہ جامد چیزیں جنہوں نے ایک طرح گفتگو کی؟

فرمایا: یہ زمین وآسمان تھے۔

﴿فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ﴾(۲)

۳۔وہ کیا چیز ہے جو مسلسل کم وزیادتی سے دوچار ہے؟

فرمایا: وہ شب وروز ہیں۔

۴۔وہ پانی کون سا ہے جو نہ زمین سے تھا نہ آسمان سے؟

فرمایا: وہ پانی جو سلیمان نے عرق اسب (گھوڑے کی رگ) سے بلقیس کیلئے بھیجا تھا۔

---

(۱)۔سورہ انبیاء، آیت ۳۰

(۲)۔سورہ فصلت، آیت ۱۱

۴۔وہ کیا چیز ہے جو بغیر روح کے سانس لیتی ہے؟

فرمایا: صبح ہے۔

﴿والصّبحِ اِذا تنفَّس﴾(۱)

۶۔وہ کون سی قبر ہے جس نے اپنے صاحب کو سیر کرائی؟

فرمایا: مچھلی جس نے جناب یونس کو سیر کرائی۔(۲)

---

(۱)۔سورہ تکویر، آیت ۱۸

(۲)۔بحارالانوار ج ۴۰، ص ۲۲۴

تحریم شراب کے جاہل کا حکم

ایک دفعہ ایک شراب پینے والے کو حضرت ابوبکر کے پاس لایا گیا تا کہ اس پر شراب خواری کی حد جاری کی جاسکے۔

اس نے دعویٰ کر دیا کہ اُسے شراب کے حرام ہونے کا علم نہ تھا اور ابھی تک وہ ایسے گروہ میں تھا جو شراب کو حلال سمجھتے تھے۔ خلیفہ یہ بات سن کر اپنی تکلیف شرعی میں حیرت میں پڑ گئے اور کوئی جواب نہ بن سکا۔

مجبوراً انہوں نے حضرت عمر سے فیصلہ کیلئے کہا، حضرت عمر نے جواب دیا یہ ایسی مشکل ہے جس کا جواب صرف ابوالحسنؑ ہی دے سکتے ہیں، انہوں نے فوراً کسی کو حضرت علیؑ کے پاس بھیجا اور اس سخت مشکل کے حل کی درخواست کی۔

امامؑ نے فرمایا: دو مطمئن آدمیوں کے ہاتھوں میں اس کا ہاتھ دے کر مہاجر وانصار کے درمیان بھیج دو اور وہ ان سے سوال کریں کہ ابھی تک کسی بھی شخص نے اس آدمی کے سامنے آیۂ شراب پڑھی ہے یا نہیں؟ اگر وہ گواہی دیں کہ اس کے سامنے آیہ تحریم شراب پڑھی ہے تو ضرور اس پر حدِ الٰہی جاری کرو ورنہ اسے معاف کر کے کہو کہ آئندہ شراب نہ پیئے اور پھر اُسے آزاد کر دو۔

بالآخر خلیفہ نے امامؑ کے دستور پر عمل کرتے ہوئے اس شخص کو آزاد کر دیا۔(۱)

(۱)۔ ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ج ۲ص ۳۵۶

ایک روایت کے مطابق حضرت عمر نے کہا: علیؑ اپنے گھر میں حکم دیتے ہیں لہٰذا ہمیں ان کے گھر جانا چاہیے۔

پس سب کے سب اُٹھ کر امیر المومنینؑ کے پاس آئے اس وقت سلمان فارسی بھی حضرتؑ کے گھر میں موجود تھے تو اس وقت ان لوگوں نے اپنی مشکل بیان کی......(۱)

---

(۱) نجم الدین العسکری، علی والخلفاء، ص۶۳ (بنا بر نقل بحار)

جن سوالات نے حضرت ابوبکر کو غضبناک کردیا

اُنس بن مالک سے روایت کی گئی ہے: خلافت حضرت ابوبکر کے زمانے میں ایک یہودی مدینہ میں آیا جو جانشین پیغمبر سے گفتگو کرنا چاہتا تھا، لوگوں نے اُسے حضرت ابوبکر کے پاس پہنچادیا، یہودی نے کہا: میں چند اُن چیزوں کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں جنہیں پیغمبرؐ اور اُن کے جانشین کے علاوہ کوئی اورنہیں جانتا۔ حضرت ابوبکر نے کہا: جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔

یہودی نے کہا: وہ کیا ہے جو خدا نہیں رکھتا، وہ کیا ہے جو خدا کے پاس نہیں اور وہ کیا ہے جسے خدا نہیں جانتا؟

ان سوالات کا حضرت ابوبکر کے پاس کوئی جواب نہ تھا اس لیے بہت غضبناک ہوئے اور کہنے لگے اے یہودی! یہ زندیق ومنکرین خدا کے سوالات ہیں۔

اسی لمحہ حضرت ابوبکر اوران کے اطراف کے لوگوں نے اس یہودی کے قتل کاارادہ کیا۔

اس موقع پر موجود ابن عباس نے کہا: اس شخص کے ساتھ تمہارا یہ رویہ انصاف پرمبنی نہیں ہے، حضرت ابوبکر نے کہا: کیاتم نے نہیں سنا کہ اس نے کیا کہا؟!

جناب ابن عباس نے کہا: اگرتمہارے پاس جواب ہے تو اُسے بتادو ورنہ اسے علی ابن ابی طالبؑ کے پاس بھیج دوتا کہ اپنے سوالات کے جوابات حاصل کرسکے۔

حضرت ابوبکر اوران کے ساتھی اٹھے اور علی ابن ابی طالبؑ کی طرف چلے اجازۂ ورود طلب کی۔

حضرت ابوبکر نے مولا امیر المومنینؑ کی طرف رخ کیا اور کہا: اے

ابوالحسنؑ اس یہودی نے مجھ سے منکرین خدا والے سوالات کیے ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اے یہودی تمہارے سوالات کیا ہیں؟ اس نے کہا؛ میں وہ چیزیں پوچھ رہا ہوں جنہیں یا نبیؐ جانتا ہے یا اس کا جانشین، حضرتؑ نے فرمایا: پوچھو، یہودی نے سوالات تکرار کیئے۔

حضرتؑ نے فرمایا: جو خدا نہیں جانتا وہ تمہاری یہ بات ہے جو تم کہتے ہو: حضرت عزیز پسرِ خدا ہیں، خدا اپنے لیے کسی فرزند کو نہیں جانتا۔ جو چیز خدا کے پاس نہیں وہ بندوں پر ظلم ہے۔ اور جو چیز وہ نہیں رکھتا وہ شریک ہے۔

یہودی نے یہ جوابات سن کر شہادتین پڑھیں اور اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت سے کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی پیغمبر خدا ﷺ کے جانشین ہیں۔

حضرت ابوبکر اور سب حاضرین بھی امیر المومنین سے عرض کرنے لگے: بے شک آپ ہی تمام ہم وغم برطرف کرنے والے ہیں۔

روایت میں آیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکر، حضرت علیؑ کے گھر سے نکل کر مسجد میں آئے اور منبر پر بیٹھ کر تین مرتبہ کہا: اے لوگو مجھ سے دست بردار ہو جاؤ اس لیے کہ جب تک علیؑ تمہارے درمیان موجود ہیں میرے لیے یہ منصب شائستہ و سزاوار نہیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمر، حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور غصے سے کہنے لگے: بس کرو ابوبکر یہ باتیں چھوڑو ہم تمہیں برسرکار لائے ہیں۔ (۱)

---

(۱)۔ علامہ امینی، الغدیر، ج ۷، ص ۱۷۸ اور رجوع کیجئے: احقاق الحق ج ۸ ص ۲۳۹

اصحاب کہف کے خواب کی مدت

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد یہودیوں کی ایک جماعت مدینہ آئی اور کہنے لگی: اصحاب کہف کے بارے میں قرآن کہتا ہے: اصحاب کہف 309 سال غار میں سوئے ہیں (۱) جبکہ توراۃ میں ان کے خواب کی مدت 300 سال بیان کی گئی ہے، یہ دونوں باتیں باہم مخالف ہیں۔

یہودیوں کے اس اشکال و اعتراض کے سامنے نہ صرف خلیفہ اول بلکہ تمام صحابہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دے سکا۔

بالآخر حلال مشکلات حضرت علی ابن ابی طالبؑ ہی کے دامن سے توسل کیا۔

امامؑ نے فرمایا: اس میں بالکل اختلاف و تضاد نہیں ہے، کیونکہ تاریخی اعتبار سے یہودیوں کے نزدیک شمسی سال معتبر ہے اور عرب کے نزدیک قمری سال ہے۔ توریت، یہودیوں کی زبان میں نازل ہوئی ہے جبکہ قرآن عربی زبان میں لہٰذا 300 سال شمسی اور 309 سال قمری ہیں (کیونکہ شمسی سال 365 دن اور قمری سال 354 دن کا ہوتا ہے ہر سال میں 11 دن اور 6 ساعتوں کا فرق ہوتا ہے لہٰذا 33 سال شمسی، 34 سال قمری کے برابر ہوتے ہیں اِسی لیے 300 سال شمسی 309 سال قمری کے برابر ہوتے ہیں۔ (۲)

---

(۱)۔ سورہ کہف آیت ۲۵۔ وَلَبِثُوا فِی کَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا؛ اور اصحاب کہف اپنے غار میں نو اوپر تین سو سال رہے۔ (ترجمہ مولانا فرمان)

(۲)۔ فضل اللہ کمپانی، علیؑ کیست؟ ص ۱۰۴

باب سوم

سروش عجز و ناتوانی

حیرت انگیز جوابات

ایک دن حضرت عمر نے (صحابی رسول) جناب حذیفہ سے ملاقات کی اوران سے سوال کیا کہ تم نے صبح کیسے کی؟

حذیفہ نے کہا:

اَصْبَحْتُ وَاللّٰہِ اَکْرَہُ الحَقَّ وَ اُحِبُّ الفِتْنَۃَ و اَشھَدُ بِمَا لَمْ اَرَہُ و اَحْفَظُ غَیرَ المَخْلُوقِ وَ أصَلِّی غیرِ وُضُوءٍ وَلِیَ فِی الاَرْضِ مَا لَیْسَ اللّٰہُ فِی السَّماءِ؛

اس حال میں صبح کی کہ حق سے کراہت کرتا ہوں، فتنہ کو دوست رکھتا ہوں، جسے دیکھا نہیں اس کی شہادت دیتا ہوں، غیر مخلوق کو حفظ کرتا ہوں، بغیر وضو کے صلاۃ پڑھتا ہوں اور میرے لیے زمین میں ایسی چیز ہے جو آسمان میں خدا کیلئے نہیں۔

حضرت عمر یہ کلمات سن کر غضبناک ہو گئے اور چاہتے تھے کہ اُنہیں سزا دیں، اُسی لمحہ امیر المومنینؑ ان کے درمیان پہنچ گئے۔ حضرت عمر کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھ کر فرمانے لگے: کیوں غضبناک ہو رہے ہو؟

حضرت عمر نے یہ قصہ بیان کر دیا۔

فرمایا: ان کی تمام بات صحیح ہے اور کوئی اہم بات نہیں، حق سے مراد موت ہے جس سے کراہت رکھتے ہیں، فتنہ سے مراد مال والاد (۱) ہے

---

(۱)۔ سورہ تغابن آیت ۱۵۔ اِنّما اموالکم و اولادکم فتنۃ

مراد، خدا کی وحدانیت، موت و قیامت، بہشت و دوزخ اور صراط کی گواہی ہے جسے دوست رکھتے ہیں۔ اور شہادت سے کہ ان میں کسی کو بھی نہیں دیکھا۔ غیر مخلوق جسے حفظ کرتے ہیں اس سے مراد قرآن ہے۔ بغیر وضو صلوات سے مراد رسول خدا ﷺ پر صلوات ہے جو بغیر وضو کے صحیح اور جائز ہے۔ جو چیز زمین میں میرے لیے ہے وہ آسمان میں خدا کیلئے نہیں اس سے مراد زوجہ ہے کہ خداوند شریک حیات اور اولاد سے مبرّا ہے۔

حضرت عمر نے کہا: كاد يهلك ابن الخطاب لولا علی بن ابی طالب.

اگر علی ابن ابی طالبؑ نہ ہوتے تو نزدیک تھا کہ عمر ہلاک ہو جاتا۔(۱)

---

(۱)۔ سلطان الواعظین شیرازی، شبہای پشاور ص ۱۰۱ انقل کیا گیا:

گنجی شافعی در باب ۵۷، کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابی طالبؑ

ایک دیوانی عورت جس نے موت سے نجات پائی

جناب ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ: ایک دیوانی عورت جو زنا کی مرتکب ہوگئی تھی اسے حضرت عمر کے سامنے پیش کیا گیا۔ انہوں نے اپنے اردگرد والوں سے مشورہ کر کے اسے سنگسار کرنے کا ارادہ کیا۔

اتفاق سے امیر المومنینؑ کا وہاں سے گزر ہوا تو حضرتؑ نے اس عورت کے بارے میں سوال کیا۔

انہوں نے کہا: یہ زن مجنونہ، فلاں قبیلہ سے تعلق رکھتی ہے اور حضرت عمر نے زنا کی وجہ سے اس کے سنگسار کا حکم صادر کیا ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا اس عورت کو واپس لے چلو۔

اس کے بعد امیر المومنینؑ حضرت عمر کے پاس آئے اور فرمایا: کیا تم نے پیغمبر اکرمؐ سے نہیں سنا: تین گروہ سے تکلیف اُٹھالی گئی ہے اور ان پر حد جاری نہیں ہوگی،

اول؛ بچہ، بالغ ہونے تک،

دوم: خوابیدہ انسان جب تک بیدار نہ ہو،

سوم: دیوانہ جب تک ٹھیک نہ ہو جائے

اور چونکہ یہ عورت بھی دیوانی ہے لہٰذا اس پر حدِّ الٰہی جاری نہیں ہوگی۔

حضرت عمر نے امیر المومنین کی راہنمائی کو قبول کرتے ہوئے اس عورت کو آزاد کر دیا اور کہا: ''اگر علیؑ نہ ہوتے تو یقیناً عمر ہلاک ہو جاتا۔''(۱)

---

(۱)۔ علامہ امینی، الغدیر، ج ۶ ص ۱۰۱، نقل از کتبِ اہل سنت، صحیح ابی داؤد ج ۲۷، ص ۱۴۷

حضرت عمر مقام حجر اسود سے نلواقف

پیغمبر اکرم ﷺ کے صحابی جناب ابو سعید خدری سے نقل کیا گیا ہے کہ:
حضرت عمر کے دور خلافت میں ایک سال ہم حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔
حضرت عمر جب وارِدِ مطاف ہوئے تو حجر الاسود کی طرف رخ کر کے کہنے لگے:
میں جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان وضرر دور کرسکتا ہے۔ اگر میں رسول خدا ﷺ کو بوسہ کرتے ہوئے نہ دیکھتا تو ہرگز میں بھی تجھے بوسہ نہ کرتا۔

امیر المومنینؑ وہاں موجود تھے، حضرت عمر کی یہ بات سن کر فرمایا: یہ حجر اسود، نفع بھی پہنچاتا ہے اور دفع ضرر بھی کرتا ہے۔ اگر تم آیات قرآنی کے اسرار اور ان کی تاویل سے آشنا ہوتے تو (ہرگز یہ بات نہ کرتے اور) تم دیکھتے کہ میری بات بالکل صحیح ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا:

و اذا اَخَذَا ربّک مِن بَنِی آدم من ظھورھم ذرّیتھم و اشھدھم علیٰ اَنفسھم... (۱)

اس آیت کی رو سے انسانوں نے خدا کی الوہیت اور اپنی بندگی کا اقرار کیا ہے اور یہ حجر اسود ہی اس عہد و پیمان پر شاہد ہے۔

---

(۱)۔ اعراف، آیت ۱۷۳

یہ ہی شہادت دے گا اور قیامت میں محشور ہوگا، اس کی زبان وآنکھیں ہیں اور یہ توحید کے وفاداروں کی گواہی دے گا۔ بنابراین حجر اسود، اس قرآن میں امین خداوند ہے۔

حضرت عمر نے یہ بات سن کر کہا: اے ابوالحسنؑ اگر آپ نہ ہوں تو خداوند مجھے زندہ نہ رکھے۔

ایک دوسری عبارت کے مطابق حضرت عمر نے کہا: پناہ بر خدا، کہ میں کسی قوم میں ہوں اور ابوالحسنؑ وہاں موجود نہ ہوں۔(۱)

(۱)۔علامہ امینی، الغدیر، ج۶ص۱۰۳؛ مستدرک الصحیحین، ج۱،ص۴۵۷

بے گناہ جنین کی نجات

ایک حاملہ عورت کو حضرت عمر کے پاس لایا گیا، اس عورت نے زنا کے ارتکاب کا اعتراف کرلیا تو انہوں نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم صادر کردیا۔

جب لوگ اسے سنگسار کرنے کیلئے مخصوص مقام پر لارہے تھے تو راستے میں اُنہیں امیر المومنینؑ مل گئے۔ حضرت نے ان لوگوں سے پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا: حضرت عمر نے اس عورت کی سنگساری کا حکم دیا ہے اور ہم اس فرمان پر عمل کرنے کیلئے اسے لیکر جارہے ہیں۔

امیر المومنینؑ نے لوگوں کو اس کو واپس پلٹانے کا حکم دیا۔ اور پھر حضرت عمر کے پاس آئے اور فرمایا: اے عمر! تمہیں اس عورت پر تسلط حاصل ہے مگر جو بچہ اس کے رحم میں ہے اس پر کوئی تسلط نہیں (ابھی صبر کرو جب بچہ پیدا ہوجائے تب حد جاری کرنا) یہ سن کر حضرت عمر نے اس عورت کو آزاد کردیا اور کہا: دنیا کی کوئی عورت علی جیسا بیٹا پیدا نہیں کرسکتی، اگر علیؑ نہ ہوتے تو یقیناً عمر ہلاک ہوجاتا۔

ایک نقل کے مطابق، بچہ پیدا ہونے کے بعد اس عورت کو سنگسار کردیا گیا۔(۱)

یہ واقعہ اس طرح بھی نقل کیا گیا ہے کہ: امیر المومنینؑ نے عمر سے فرمایا: اے عمر تم اس عورت کے بچہ پر تسلط وحکومت نہیں رکھتے۔ اس کے بعد فرمایا: شاید تم نے اس عورت کو ڈرایا دھمکایا اور اُسے اعتراف پر مجبور کیا ہے۔

---

(۱)۔ علامہ امینی، الغدیر، ج ۶، ص ۱۱۰

حضرت عمر نے کہا: حقیقت یہ ہی ہے، حضرت نے فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ”جو خوف و ہراس کی وجہ سے اعتراف کرے اس پر حد جاری نہیں ہو سکتی، اور قید و حبس میں ڈرانے دھمکانے کی وجہ سے اقرار مفید نہیں ہے۔“

حضرت عمر نے اس عورت کو آزاد کر دیا اور کہا: دنیا کی کوئی عورت علیؑ جیسا بیٹا پیدا نہیں کر سکتی اگر علیؑ نہ ہوتے تو یقیناً عمر ہلاک ہو جاتا۔(۱)

(۱)۔احقاق الحق ج۸،ص۲۰۲

پانچ مختلف حکم

مناقب ابن شہر آشوب میں اصبغ بن نُباتہ سے نقل ہوا ہے کہ: زنا کا ارتکاب کرنے والے پانچ افراد کو حضرت عمر کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے سب کو سنگسار کرنے کا حکم دیا لیکن امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ حضرت عمر نے اپنے فیصلہ میں خطا کی ہے اور خود اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوئے، اس طرح کہ ایک کی گردن مارنے کا حکم دیا، دوسرے کو سنگسار، تیسرے پر حد جاری کی یعنی ۱۰۰ تازیانے مارے، چوتھے پر نصف حد (۵۰ تازیانے) جاری کی اور پانچویں کو فقط چند تازیانے لگائے۔ حضرت عمر نے احکام کے مختلف ہونے کی علت دریافت کی۔

امامؑ نے فرمایا: پہلا کافر ذمی تھا، اس نے مسلمان عورت پر تجاوز کیا اس لیے وہ کافر ذمی کی شرائط سے خارج ہو گیا۔ لہٰذا اس کی گردن مارنے کا حکم دیا گیا۔ دوسرا شخص شادی شدہ تھا اور اپنی بیوی سے صحبت کرنے میں اُسے کوئی امر مانع بھی نہ تھا لہٰذا اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ تیسرا غیر شادی شدہ تھا لہٰذا اس پر حد جاری کی اور چوتھا شخص غلام تھا لہٰذا اس کی سزا نصف حد ہے جبکہ پانچواں کم عقل تھا لہٰذا اسے فقط چند تازیانے بطور تعزیز لگائے گئے۔

حضرت عمر نے امامؑ کی یہ گفتگو سن کر کہا: اے ابوالحسنؑ! جس امت کے درمیان آپ نہ ہوں خدا مجھے وہاں زندہ نہ رکھے۔ (۱)

---

(۱)۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج۲، ص۳۶۱

سنگساری سے نجات

یمن کے رہنے والے نے مدینہ میں ایک عورت سے زنا کا ارتکاب کرلیا تو اُسے حضرت عمر کے سامنے پیش کیا گیا۔ حضرت عمر نے اس شخص کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اس موقع پر امیر المومنینؑ نے فرمایا اس شخص کو ہرگز رجم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ اپنی بیوی سے دور ہے اس لیے وہ زنائے محسنہ کے حکم میں نہیں۔ لیکن اس عورت پر حتماً حد جاری ہوگی۔ (چنانچہ اس مرد کو فقط تازیانے لگائے گئے۔)

حضرت عمر نے کہا جس مشکل کے حل کیلئے علیؑ نہ ہوں خدا مجھے اس کے لیے زندہ نہ رکھے۔(۱)

(۱)۔مناقب ابن شہر آشوب، ج۲،ص۳۶۰؛ قضاء امیر المومنینؑ (علامہ شوشتری) فصل ۷ حدیث سوم

کنیز کی طلاق

ایک مرتبہ دو اشخاص نے عمر سے کنیز کی طلاق کے بارے میں سوال کیا؟ عمر اُن دونوں کے ساتھ مسجد آئے، مسجد میں حضرت علیؑ مختلف لوگوں سے محوِ گفتگو تھے۔ عمر نے اُن حضرت سے کنیز کی طلاق کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت نے سر اٹھایا اور دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔ عمر نے ان دونوں سے کہا: دو طلاق، یہ دیکھ کر ان میں سے ایک نے کہا: سبحان اللہ، امیر المومنینؑ تم ہو اور تم خود مسئلہ معلوم کرنے کیلئے ہمیں یہاں لیکر آئے ہو اور یہ تمہیں انگلیوں کے اشارے سے بتا رہا ہے؟!!

عمر نے کہا: کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

عمر نے کہا یہ علی بن ابی طالبؑ ہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ رسول خداؐ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: اگر ترازو کے ایک پلڑے میں ساتوں آسمان و زمین کو اور دوسرے پلڑے میں ایمانِ علی ابن ابی طالبؑ رکھ دیا جائے تو ایمان علیؑ بھاری رہے گا۔ (۱)

---

(۱)۔ نجم الدین العسکری، علی وخلفاء ص ۱۰۳ (اہل سنت کی کتابوں سے نقل کیا گیا ہے)

کالے ماں باپ کا گورا بچہ

حضرت عمر کے زمانۂ خلافت میں ایک شخص اپنی بیوی کو دربار میں لایا اور کہنے لگا کہ: میں اور میری بیوی دونوں کالے ہیں لیکن میری بیوی نے ایک گورے بچے کو جنم دیا ہے۔ حضرت عمر نے حاضرین سے کہا: اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

انہوں نے کہا کہ عورت کو سنگسار کر دیا جائے کیونکہ اس نے خلاف فطرت بچہ کو جنم دیا ہے بچہ ماں باپ کی طرح سیاہ ہونا چاہیے تھا۔

عمر نے عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ مامورین اس عورت کو سنگسار کرنے کیلئے لے جانے لگے۔ راستے میں ان میاں بیوی نے امیر المومنینؑ کو دیکھا تو فریاد کی۔

امیر المومنینؑ نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے فوراً اپنا قصہ سنا ڈالا۔ حضرتؑ نے اس شخص سے پوچھا کیا تم اپنی بیوی کو متّھم کرتے ہو؟ اس نے کہا: ہرگز نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم نے اپنی بیوی کے مخصوص ایام میں اس سے ہمبستری کی ہے؟

اس شخص نے کہا: جی ہاں ایک رات اس نے مجھ سے کہا کہ میں حائض ہوں لیکن میں سمجھا کہ شاید وہ سردی کی وجہ سے بہانہ کر رہی ہے لہٰذا میں نے اس سے ہمبستری کی تھی۔

پھر حضرت نے اس عورت سے مخاطب ہو کر سوال کیا، کیا تمہارے شوہر

نے اسی حالت میں تم سے ہمبستری کی ہے؟

عورت نے کہا: جی ہاں، مگر آپ اس سے پوچھ لیجئے۔ میں نے اس عمل سے سرپیچی کی تھی لیکن اس کے باوجود اس نے اس کی کوئی پروانہ کی۔

حضرت علیؑ نے یہ سن کر فرمایا: جاؤ واپس پلٹ جاؤ۔ یہ تمہارا ہی بچہ ہے اور اس کے گورے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایسی حالت میں خون حیض نے نطفہ پر غلبہ کرلیا ہے، جب یہ بڑا ہو جائے گا تو کالا ہو جائے گا۔

مرحوم شوشتری کا کہنا ہے کہ اہل سنت نے اس واقعہ کو برعکس نقل کیا ہے یعنی انہوں نے نقل کیا ہے کہ وہ گورے ماں باپ کا کالا بچہ تھا۔

جیسا کہ ''فضائل العشرہ میں آیا ہے کہ ایک سیاہ بچہ جس کے ماں باپ اس کا انکار کر رہے تھے انہیں حضرت عمر کے سامنے لایا گیا۔

حضرت عمر نے جب تعزیر کا قصد کیا تو امیر المومنینؑ نے اس مرد سے سوال کیا: کیا تم نے ایام حیض میں ہمبستری کی تھی؟ اس نے کہا، جی ہاں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اس وجہ سے خدا نے سیاہ بچہ پیدا کیا ہے۔

یہ سن کر حضرت عمر نے کہا: ''لولا علی لهلک عمر'' اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔(۱)

---

(۱)۔علامہ شیخ محمد تقی شوشتری، قضاء امیر المومنینؑ، فصل ۸ حدیث اول

ایک عورت جس نے اپنے بچہ کا انکار کیا

مدینہ کی گلیوں میں ایک جوان فریاد کرتا پھر رہا تھا کہ اے عادلوں میں عادل ترین میرے اور میری ماں کے درمیان فیصلہ کرو۔

حضرت عمر اس جوان کے پاس پہنچے اور کہا: اے جوان تم کیوں اپنی ماں پر نفرین کر رہے ہو؟

جوان نے کہا: اے خلیفہ؛ میری ماں نے مجھے نو ماہ اپنے شکم میں رکھا، دو سال مجھے دودھ پلایا اور جب میں بڑا ہوا تو مجھے اپنے سے دور کر دیا اور کہتی ہے کہ تو میرا بیٹا نہیں!

حضرت عمر، عورت سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ یہ لڑکا کیا کہہ رہا ہے؟

عورت نے کہا: اے خلیفہ: خدا کی قسم! رسول ﷺ اور ان کے خاندان کی قسم میں ہرگز اس کو نہیں جانتی ہوں نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ یہ کس قبیلہ و خاندان سے ہے۔ خدا کی قسم یہ اپنے اس دعویٰ کے ذریعہ مجھے میرے رشتہ داروں میں رسوا کرنا چاہتا ہے۔ میں قریش کی ایک دوشیزہ ہوں اور ابھی تک میں نے شادی بھی نہیں کی۔

حضرت عمر نے اس عورت سے سوال کیا: کیا تمہارا کوئی گواہ ہے؟

عورت نے کہا: جی ہاں، اور اپنے قبیلہ کے اَسّی آدمی بطور گواہ پیش کر دیئے۔

گواہوں نے حضرت عمر کے سامنے اس لڑکے کے جھوٹا ہونے کی گواہی دی اور کہا کہ یہ اس عورت پر تہمت لگا کر اسے اس کے قبیلہ میں ذلیل

کرنا چاہتا ہے۔

حضرت عمر نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو قید میں ڈال دیں۔ اگر تفتیش کے بعد ثابت ہو گیا تو اس پر حد (۸۰ تازیانے) جاری کی جائے گی۔

سپاہی اسے پکڑ کر زندان کی طرف لے جا رہے تھے کہ اتفاقاً راستے میں امیر المومنینؑ مل گئے جیسے ہی اس جوان کی نظر حضرت علیؑ پر پڑی اس نے فریاد کرنا شروع کر دی: اے پسر عم رسول ﷺ مجھ ستم دیدہ کی دادرسی کیجئے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا سارا ماجرا مولا علیؑ کو سنا دیا اور کہا کہ: عمر نے مجھے قید کرنے کا حکم دیا ہے۔

امیر المومنین نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اسے واپس لے چلو۔

حضرت عمر اس جوان کو واپس پلٹاتے ہوئے دیکھ کر غصے میں آ گئے اور کہنے لگے: میں نے اسے قید کرنے کا حکم دیا تھا اور میں اُسے باہر دیکھ رہا ہوں؟!

سپاہیوں نے کہا: اے خلیفہ: علی بن ابی طالبؑ نے ہمیں اسے واپس پلٹانے کا حکم دیا تھا اور ہم نے خود آپ کی زبان سے سنا ہے کہ: ہرگز علی بن ابی طالبؑ کے فرمان سے سرپیچی نہ کرنا۔ ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ امیر المومنینؑ پہنچ گئے اور فرمایا: اس جوان کی ماں کو حاضر کرو عورت کو حاضر کیا گیا۔ تو امام نے اس جوان کی طرف رخ کر کے فرمایا: کہو، کیا بات ہے؟ جوان نے اپنی پوری داستان بیان کر دی۔ پھر امام نے حضرت عمر کی طرف رخ کر کے فرمایا: اگر تم کہو تو ان کے درمیان فیصلہ کر دوں؟

حضرت عمر نے کہا: یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اجازت نہ دوں جبکہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ علیؑ تم میں سب سے دانا انسان ہیں۔

تب امیر المومنینؑ نے عورت سے فرمایا: کیا تمہارا کوئی گواہ ہے؟

عورت نے کہا جی ہاں پھر اس نے دوبارہ گواہ پیش کر دیئے اور انہوں نے دوبارہ گواہی دیدی۔ پھر حضرت نے فرمایا؛ اب ان کے درمیان ایسی قضاوت کروں گا جس سے خداوند عالم خوش ہو جائے، ایسی قضاوت جو اپنے پیارے رسول اکرم ﷺ سے سیکھی ہے۔

اس کے بعد عورت سے فرمایا: کیا تمہارا کوئی ولی و سرپرست ہے؟

عورت نے کیا: جی ہاں: یہ سب کے سب میرے بھائی بند اور سرپرست ہیں۔

امیر المومنینؑ نے ان کی طرف رخ کر کے فرمایا: کیا تم اپنے اور اپنی بہن کے بارے میں میرا فیصلہ قبول کرو گے؟

سب نے کہا: کیوں نہیں، کیوں نہیں،

تب حضرت نے فرمایا:

خدا اور تم سب لوگوں کو اس امر پر گواہ بنا رہا ہوں کہ میں اس عورت کا عقد اس جوان سے کر رہا ہوں اور اپنے پاس سے چار سو درہم بطور مہر نقد ادا کر رہا ہوں۔

اے قنبر، جاؤ اور درھم لے آؤ قنبر گئے اور درھم لے آئے۔

امیر المومنینؑ نے درھم لیکر جوان کے ہاتھ پر رکھے اور فرمایا: یہ درھم اپنی بیوی کے دامن میں ڈالو اور اسے یہاں سے لے جاؤ۔ اور شب زفاف کا غسل کیئے بغیر میں تمہارا چہرہ نہ دیکھوں۔

جوان اٹھا، درھم اس عورت کے دامن میں ڈالے اور کہا: اٹھو۔

"یہ دیکھ کر عورت نے فریاد کرنا شروع کردی: آتش، آتش، فرزند عم رسول خدا، کیا تم میرے بیٹے سے میری شادی کرنا چاہتے ہو؟ خدا کی قسم یہ میرا بیٹا ہے!!

پھر اس نے اپنے انکار کی علت اس طرح بیان کی۔

میرے بھائیوں نے ایک پست حیثیت آدمی سے میری شادی کردی تھی یہ لڑکا اسی شادی کا نتیجہ ہے اور جیسے ہی وہ بڑا ہوا انہوں نے مجھے دھمکی دی کہ اسے اپنے سے دور کردوں، خدا کی قسم یہ میرا ہی بیٹا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے بیٹے کا ہاتھ تھام لیا اور چلی گئی۔

یہ منظر دیکھ کر عمر نے کہا: "**لولا علی لھلک عمر**" اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔(۱)

(۱)۔علامہ شیخ محمد تقی شوشتری، قضاء امیر المومنینؑ، فصل اول، حدیث اول

قصاص صرف ایک بار

عمر کے زمانہ خلافت میں ایک شخص نے کسی کو قتل کر دیا۔ عمر کے حکم پر قاتل کو مقتول کے باپ کے حوالہ کر دیا تا کہ وہ اس سے قصاص لے لے۔ اس شخص نے قاتل کے تلوار سے دو ضربیں لگائیں اور خیال کیا کہ وہ مر گیا لیکن دز حقیقت وہ قتل نہیں ہوا تھا اور اس کے اعزّا اس کے نیم مردہ بدن کو اٹھا کر گھر لے گئے اور لے جا کر اس کی خوب مرہم پٹی کی تو چھ ماہ میں وہ تندرست ہو گیا۔

ایک دن مقتول کے باپ نے اُسے دیکھ لیا فوراً اُسے گریبان سے پکڑ کر عمر کے پاس لے آیا، عمر نے دوبارہ اس کے قتل کا فرمان جاری کر دیا۔ راستے میں قاتل کی نظر امیر المومنینؑ پر پڑی اس نے حضرتؑ سے فریاد کی۔

امیر المومنینؑ نے حقیقت دریافت کی تو عمر نے حضرت سے پورا مسئلہ بیان کر دیا۔

حضرتؑ نے بات سن کر فرمایا: کیا قاتل سے دوبارہ قصاص لو گے؟ عمر حیرت زدہ ہو کر خاموش ہو گئے۔ پھر مقتول کے باپ سے فرمایا: کیا تم نے اپنے بیٹے کا قصاص نہیں لیا؟ اس نے کہا: تلوار تو ماری تھی لیکن پھر بھی زندہ بچ گیا۔ کیا اب آپ یہ فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے کا خون ھدر ہو گیا۔

حضرت نے فرمایا: اس کا خون ھدر نہیں۔ لیکن تم نے جو اس کے دو تلوار کے زخم لگائے ہیں ان کا اسے قصاص لینے دو پھر اسے قتل کر دینا۔ اس شخص نے عرض کی: یا ابوالحسنؑ یہ قصاص تو موت سے بدتر ہے، میں نے اسے معاف کیا۔

عمر نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور کہا: الحمد اللہ آپ اہل رحمت ہیں اور پھر کہا: اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ (۱)

(۱)۔ محمود موسوی زرندی، قضاوتھای محیّر العقول، ص ۷۷ عبارت میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ۔

دو سر کا انسان

جب عمر تخت خلافت پر براجمان ہوئے اور تمام امور سنبھال لیئے تو ایک دن ان کے سامنے ایک ایسے بچہ کو لایا گیا جس کے دو سر، دو شکم، چار ہاتھ اور دو پیر تھے۔ ان سے سوال کیا گیا کہ وہ اُسے مشخص کریں کہ یہ ایک انسان ہے یا دو؟ تا کہ میراث کیلئے اس کی تکلیف معین ہو سکے۔

عمر اس وقت یہ ایسی چیز دیکھ رہے تھے کہ انہوں نے اس سے قبل کبھی نہ دیکھی تھی یعنی اوپر سے دو آدمی اور نیچے سے ایک لہٰذا کچھ نہ کر سکے چنانچہ مجبوراً ہمیشہ کی طرح امیر المومنینؑ سے رجوع کیا۔

امیر المومنینؑ نے اُسے دیکھ کر فرمایا: دیکھو! جب یہ سو جائے اور کوئی آواز بلند ہو تو دیکھو کہ ایک سر بیدار ہوتا ہے یا دونوں؟

اگر باہم بیدار ہوں تو ایک آدمی ہے، اور اگر ایک بیدار ہو اور دوسرا سوتا رہے تو پھر یہ دو آدمی ہیں۔

عمر نے کہا: **لا أبقانِيَ اللهُ بعدَک یا ابالحسن علیه السلام**: خدا مجھے آپ کے بعد زندہ نہ رکھے۔(۱)

---

(۱)۔ نجم الدین العکسری علی والخلفاء، ص ۲۸۷، بحار الانوار، ج ۱۰۴ ص ۳۵۷، روایت ۱۴

حیرت انگیز جوابات

روایت میں ہے کہ ایک دفعہ عمر کے پاس ایک مرد کولایا گیا جس سے چند اشخاص نے دریافت کیا کہ تم نے صبح کیسے کی؟ تو اس نے کہا تھا: میں نے اس حال میں صبح کی کہ فتنہ کو پسند کرتا ہوں، حق سے کراہت و بیزاری کرتا ہوں، یہود و نصاریٰ کی تصدیق و تائید کرتا ہوں، جسے دیکھا نہیں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور جو ابھی خلق نہیں ہوئی اس کا اقرار کرتا ہوں۔

عمر نے اس مشکل سے نمٹنے کیلئے حضرت علیؑ سے رجوع کیا۔

حضرت علیؑ آئے اور گفتگو سن کر فرمایا: یہ شخص صحیح کہہ رہا ہے۔ اس کا مقصد فتنہ سے اموال و اولاد ہے کیونکہ قرآن کریم نے فرمایا ہے: ﴿اِنّما أموالُکم و اولادُکم فِتنَةٌ﴾ بے شک تمہارے اموال و اولاد فتنہ اور ذریعہ آزمائش ہیں۔

حق سے مراد موت ہے، جس سے بیزار ہے۔ موت برحق ہے جس میں کوئی تردید نہیں، یہود و نصاریٰ کی تصدیق سے مراد ان کے کلام کی تصدیق ہے جسے قرآن نے اس طرح نقل کیا:

''یہودی کہتے ہیں: نصاریٰ کچھ بھی نہیں، اور نصاریٰ کہتے ہیں: یہودی کچھ بھی نہیں۔''(۱) جسے نہیں دیکھا اس پر ایمان سے مراد خدا پر ایمان ہے کہ جو آنکھوں سے دکھائی نہیں دے سکتا۔

اور قیامت جو ابھی وجود میں نہیں آئی اُس کا اقرار کرتا ہے۔

عمر نے مشکل کے حل ہونے پر اور مولاؑ کی گفتگو سن کر کہا: ''خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس مشکل سے جسے حل کرنے کیلئے علیؑ نہ ہوں۔''(۲)

---

(۱)۔ سورہ بقرہ، آیہ ۱۱۳ (۲)۔ علامہ امینی، الغدیر ج ۶ ص ۱۰۶

اموال کعبہ میں تصرف نہ کرو

ایک دن عمر کے سامنے کعبہ کے زیورات کے بارے میں گفتگو چھیڑ دی گئی اور بعض نے عمر سے کہا: خانہ کعبہ کو زیورات کی کیا ضرورت؟ اگر انہیں سپاہ اسلام میں تقسیم کر دو تو بہتر ہے۔ عمر بھی اس پیشکش پر عمل درآمد کرنے کی فکر میں لگ گئے اور انہوں نے امیر المومنینؑ سے رجوع کیا کہ آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

حضرتؑ نے اس بارے میں فرمایا: قرآن رسول خدا ﷺ پر نازل ہوا ہے اور اس نے اموال کی چار قسمیں بیان کی ہیں:

۱۔ اموال مسلمین، جو بذریعہ ارث ان تک پہنچتا ہے۔

۲۔ فیٔ، جو مخصوص مستحقین کا حق ہے۔

۳۔ خمس، جس کا مصرف خدا نے مشخص کر دیا ہے۔

۴۔ صدقات، جن کا مصرف بھی مشخص و معین ہے۔

خداوند کریم نے کعبہ کے زیورات کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا اور یقیناً ایسا از روئے فراموشی نہیں کیا۔

تم بھی خدا اور رسول ﷺ کی طرح کعبہ کے اموال کی جانب اپنے ہاتھ دراز مت کرو۔

عمر نے حضرتؑ کی راہنمائی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے کہا:

لَولَاکَ لَافتَضحنَا ''اگر آپ نہ ہوتے تو ہم رسوا ہو جاتے۔''(۱)

---

(۱)۔ ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، احقاق الحق، ج ۸ ص ۲۰۲

ایک پاکدامن عورت کا امیر المومنینؑ کے ذریعہ نجات پانا

حافظ ابن حاتم بیہقی نقل کرتے ہیں کہ عمر نے ایک ایسی عورت کو زنا کے الزام میں سنگسار کرنے کا حکم دیا جس نے چھٹے مہینے ایک بچہ کو جنم دیا، مامورین سنگسار کرنے کیلئے لے جارہے تھے کہ امیر المومنینؑ پہنچ گئے اور فرمایا ہرگز اس عورت کو سنگسار نہ کرو۔ وہ بے جرم و بے خطاء ہے۔ عمر نے سوال کیا وہ کیسے؟

فرمایا: کیونکہ قرآن کریم میں ارشاد رب العزت ہے:

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾ (۱)

ماؤں کو چاہیے کہ وہ پورے دو سال اپنے بچوں کو دودھ پلائیں۔

اور دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ (۲)

"حمل و دودھ پلانے کی مدت تیس ماہ ہے۔"

بنابراین اگر تیس ماہ میں سے دو سال کم کریں تو چھ ماہ باقی بچتے ہیں، لہٰذا معلوم ہوا کہ چھ ماہ حمل کے بعد ولادت ہوسکتی ہے۔

امیر المومنینؑ کا یہ کلام سن کر عمر اپنے ارادہ سے منصرف ہوگئے۔

---

(۱)۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۳۳

(۲)۔ سورہ احقاف، آیت ۱۵

حافظ نیشاپوری و حافظ گنجی رقمطراز ہیں کہ عمر نے جناب علیؑ کے کلام کی تصدیق کی اور کہا: "اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔"

سبط جوزی نے بھی نقل کیا ہے کہ عمر نے عورت کو رہا کرتے ہوئے کہا: خداوند جس مشکل کے حل کیلئے علیؑ موجود نہ ہوں مجھے اس کیلئے زندہ نہ رکھنا۔

اِسی واقعہ کو ایک دوسری طرح بھی نقل کیا گیا ہے یعنی اس عورت کی بہن حضرت علیؑ کے پاس آئی اور حضرت عمر کے کیئے ہوئے فیصلہ سے مولاؑ کو آگاہ کیا اور ان سے اس مشکل کے حل اور اپنی بہن کی نجات کی درخواست کی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: یقیناً یہ مشکل قابل حل ہے۔ اس عورت نے فوراً اس طرح تکبیر کہی کہ عمر اور دیگر حاضرین نے بھی اس کی آواز سنی۔ پھر عمر نے حضرت علیؑ سے اس مشکل کے راہِ حل کی درخواست کی امامؑ نے جواباً مذکورہ آیات تلاوت فرمائیں۔

نتیجتاً عمر نے اس عورت کو آزاد کر دیا اور کہا: "اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا" بعد میں معلوم ہوا کہ اس عورت کے چھٹے مہینے میں ایک اور ولادت ہوئی ہے۔(۱)

---

(۱)۔ علامہ امینی الغدیر، ج ۶، ص ۹۳، کنز العمال، ج ۳ ص ۲۲۸، سنن بیہقی، ج ۷، ص ۴۴۲ وغیرہ

پاک طینت جوان اور دامہائے شیطانی

ایک مرتبہ بیت المقدس کا رہنے والا ایک خوبصورت جوان مدینہ آیا۔ جب اسنے حجرۂ رسول ﷺ کا مشاہدہ کیا تو ملازم مسجد بن گیا اور شبانہ روز عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ رات نمازوں میں گزرتی اور دن کو روزے سے رہتا۔ گویا اس کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ لوگ اس کی جیسی عبادت کرنے کی آرزو کرنے لگے۔

عمر بھی جو کہ اس وقت خلیفہ وقت تھے اس کے پاس آئے اور اس سے کہتے تھے کہ ان سے کسی چیز کا تقاضا کرے۔

جوان کہتا: میری ضرورت صرف خدا ہے۔

کچھ مدت کے بعد وہ عمر کے پاس آیا اور ایک بند ڈبہ انہیں بطور امانت دیتے ہوئے ان سے ایک قافلے کی ہمراہی میں عازم حج ہونے کی اجازت چاہی۔ عمر نے سالار قافلہ سے اس کی سفارش کر دی۔

قافلہ میں ایک خوبصورت جوان عورت بھی شامل تھی جو ہمیشہ اِس جوان پر نظر رکھتی تھی۔ ایک دن اس کے پاس آئی اور کہنے لگی: اے جوان! تمہارا جسم کتنا خوبصورت اور دل لبھانے والا ہے جس نے مجھے تمہارا فریفتہ بنا دیا ہے۔

جوان نے کہا: یہ جسم ایک دن زیر خاک پہنچ کر کیڑے مکوڑوں کی خوراک بن جائے گا۔

عورت نے کہا: تمہارے خوبصورت اور مثل خورشید چمکتے ہوئے چہرے نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔

جوان نے کہا: خدا سے ڈرو، تمہاری باتیں میرے لیے مزاحمت کا باعث ہیں۔

عورت نے اظہار کیا: میری ایک حاجت ہے اور جب تک تم اسے پورا نہ کرو گے میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑوں گی۔

جوان نے کہا: تمہاری کیا حاجت ہے؟

عورت نے کہا: یہ کہ میرے ساتھ ہمبستری کرو۔

جوان نے اسے نصیحت کی اور خدا سے ڈرایا لیکن اس کی کوئی بات عورت پر کارگر نہ ہو سکی اور کہنے لگی: اگر تم نے میری چاہت پوری نہ کی تو پھر یاد رکھو عورتوں والی چال چلوں گی جس سے تمہارے لیے کوئی راہِ نجات نہ ہوگی۔

جوان نے اس کی باتوں کی پرواہ نہ کی۔

ایک شب جوان جب تقریباً صبح تک سخت عبادت سے خستہ ہو کر محوِ خواب ہو گیا تو وہ عورت اس کے سرہانے آئی اور اس کے سر کے نیچے سے سامان کا تھیلا نکالا اور اس میں سونے کے 500 دینار سکوں کی تھیلی رکھ دی اور تھیلا اسی طرح احتیاط سے اس کے سر کے نیچے رکھ دیا اور چلی گئی۔

جب صبح کو قافلے والے بیدار ہوئے تو اس عورت نے چیخ و پکار شروع کر دی: ارے میں لٹ گئی میرا سفر کا سارا خرچ چوری ہو گیا۔

سالارِ قافلہ نے مہاجرین و انصار کے دو آدمیوں کو ذمہ داری سونپی کہ تمام مسافروں کے سامان کی اچھی طرح چیکنگ کریں، ان دونوں نے خوب دیکھ بھال کی مگر تھیلی حاصل نہ کر سکے۔ جب انہوں نے جوان کے علاوہ سب مسافروں کی اچھی طرح چیکنگ کر لی تو پھر سالار قافلہ کے پاس آ کر اسے نتیجہ سے آگاہ کر دیا،

عورت نے کہا: اگر اس جوان کی بھی تفتیش ہو جائے تو کیا قباحت ہے؟

مختصر یہ کہ عورت نے اتنا اصرار کیا کہ لوگ مجبور ہو گئے، کچھ لوگ جوان کے پاس گئے تو وہ نماز میں مشغول تھا بعد میں جوان نے پوچھا کیا بات ہے؟

انہوں نے عابد سے سارا ماجرا کہہ دیا اور پھر کہا کہ ہم نے تمام مسافروں کی تلاشی لے لی ہے اب صرف آپ باقی بچے ہیں لیکن ہم نے بغیر آپ کی اجازت کے آپ کے سامان کو ہاتھ لگانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ آپ کے لیے عمر نے ہم سے کافی سفارش کی تھی۔

عابد نے کہا: آیئے میرا سامان بھی چیک کر لیجئے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جب انہوں نے تھیلا کھولا تو پیسوں سے بھری تھیلی اُسی میں موجود تھی، اس وقت عورت نے فریاد کرنا شروع کر دی: اللہ اکبر؛ خدا کی قسم یہ وہی تھیلی ہے اور اس میں اتنی مقدار میں پیسوں کے علاوہ اتنے وزان کا ایک گلو بند بھی ہے۔

تھیلی کو نکال کر کھولا گیا تو جتنی علامتیں عورت نے بیان کی تھیں وہ سب موجود تھیں، عابد کو حاضر کر دیا اور چاہتے تھے کہ اس کے ساتھ شدید رویہ اختیار کریں۔

جوان ساکت رہا، انہوں نے اس کے ہاتھوں، پیروں میں زنجیریں ڈال دیں اور کشاں کشاں پا پیادہ پھرا کر مکہ تک لے گئے۔ مکہ پہنچنے کے بعد عابد نے کہا۔ اے کاروان والوں تمہیں کعبے کے حق کی قسم مجھ پر احسان کرو اور مجھے آزاد کر دو تاکہ میں آزادی سے حج کر سکوں میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں حج کر کے تمہارے پاس واپس آ جاؤں گا۔

عابد حج کر کے واپس پلٹ آیا اور کہا کہ اب جو چاہیں کریں۔

قافلے والے ایک دوسرے کو دیکھ کر کہنے لگے: اگر یہ جوان واقعاً گناہ گار

ہوتا تو اپنے پیروں سے چل کر واپس ہمارے پاس نہ آتا۔

لہٰذا اس بنا پر اسے آزاد کر دیا اور قافلہ مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

راستہ میں اس عورت کا آذوقہ ختم ہو گیا۔ اس نے ایک گڈریے کو دیکھا تو اس سے اس نے غذا کا تقاضا کیا۔

گڈریہ نے اس سے کہا: جو تمہیں چاہیے دونگا اور بیچوں گا نہیں مگر اس شرط پر کہ تم اپنے آپ کو میرے حوالے کر دو۔ عورت نے قبول کر لیا اور جو چاہا اس سے لے لیا۔

جب گڈریہ اس سے جدا ہوا تو ادھر شیطان نے عورت کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ جب وہ اپنے قافلے والوں کے پاس پہنچے تو ان سے کہے کہ میں اس جوان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہی تھی کہ میری آنکھ لگ گئی اِسی اثناء میں اس نے مجھے دبوچ لیا کہ میں اپنے دفاع پر بھی قادر نہ تھی لہٰذا اس کے نتیجے میں، میں حاملہ ہو گئی ہوں۔

عورت نے شیطان کے اکسانے کے مطابق عمل کیا اور قافلے والوں نے بھی گزشتہ حادثہ (عابد کے سامان میں سے برآمد ہونے والی تھیلی) کی بنا پر عورت کی بات پر بھروسہ کرتے ہوئے جوان سے کہا: کیا چوری کافی نہ تھی کہ اب اس کی عفت پر حملہ کر بیٹھا؟! پھر اسے زنجیروں میں جکڑ دیا۔

وہ جوان اب بھی خاموش رہا۔ جب یہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو عمر چند لوگوں کے ہمراہ قافلے کے استقبال کیلئے آئے اور سب سے پہلے اس بیت المقدس والے جوان کی خیریت دریافت کی۔

قافلے والوں نے کہا: اے ابو حفص، آپ اس جوان کے بارے کس

قدر میں پریشان ہیں حالانکہ اس نے چوری بھی کی اور خیانت بھی کی ہے، پھر انہوں نے سارا ماجرا سنا ڈالا۔

عمر نے اسے حاضر کرنے کا حکم دیا پھر انہوں نے غضبناک ہو کر کہا: لعنت ہو تجھ پر تیرا ظاہر و باطن کتنا مختلف ہے! خدا تجھے رسوا کرے، میں تجھے بدترین سزا دوں گا۔

وہ جوان اب بھی خاموش رہا اور لوگ جمع ہو کر اسے سزا دینے کا مطالبہ کرنے لگے۔ اس موقع پر امیر المومنینؑ پہنچ گئے اور شور و غوغا کی وجہ دریافت کی۔

انہوں نے کہا اس بیت المقدس کے جوان نے جو ظاہراً زاہد و عابد ہے چوری بھی کی ہے اور فسق و خیانت کا بھی مرتکب ہوا ہے، امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم نہ اس نے چوری کی ہے اور نہ کوئی دوسرا خلاف شریعت کام انجام دیا ہے بلکہ حقیقی حاجی یہ ہی ہے۔

عمر نے جب حضرتؑ کی گفتگو سنی تو اپنی جگہ سے اٹھے اور امیر المومنینؑ کو اپنی جگہ بٹھایا، وہ جوان زنجیر بستہ، سر کو جھکائے کھڑا تھا اور عورت بھی وہاں موجود تھی حضرت علیؑ نے اس عورت کی طرف رخ کر کے فرمایا: لعنت ہو تجھ پر، اپنا قصہ بیان کر۔

عورت نے کہا: یا علیؑ، اس شخص نے میرے پیسے چوری کیئے اور یہ سب قافلے والے اس کے شاہد ہیں میرے سکوں کی تھیلی اس کے سامان ہی سے برآمد ہوئی تھی۔ اور پھر اس نے صرف اِسی پر اکتفاء نہ کی بلکہ ایک رات جب میں اسے نماز پڑھتے دیکھ کر اس پر شیفتہ ہو رہی تھی اور میری آنکھ لگ گئی تھی تو اس نے موقع سے فائدہ اٹھا کر مجھ پر تجاوز کیا اور میں اپنا دفاع نہ کر سکی۔

امامؑ نے فرمایا: اے ملعونہ، تو جھوٹ بول رہی ہے، پھر فرمایا: اے ابوحفص، اس مرد کا تناسل ہی نہیں......

پھر امامؑ نے جو کچھ اس عورت و جوان کے مابین اور عورت و گڈریے کے مابین پیش آیا سب کچھ سنا ڈالا۔

عورت فریاد کرنے لگی، ہائے میں رسوا ہوگئی۔ امامؑ نے فرمایا: اب تو خود لوگوں کو اپنا ماجرا سنا، عورت نے تمام ماجرا سنایا اور اس کا اقرار بھی کیا۔

امامؑ نے فرمایا: اے عورت وہ پیر مرد شیطان تھا کہ جس نے تجھے اکسایا تھا۔

پھر عمر نے سوال کیا: اب اس عورت کے ساتھ کیا کیا جائے، امامؑ نے فرمایا: وضع حمل تک صبر کرو۔ اس کے بعد یہودیوں کے قبرستان میں اسے سنگسار کرنا (انہوں نے حضرتؑ کے فرمان کے مطابق عمل کیا اور وہ جوان ہمیشہ مسجد میں خادم کی حیثیت سے رہا)۔

عمر نے امیر المومنینؑ کی اس راہنمائی پر تین بار کہا (لو لا علی لھلک عمر) اور کھڑے ہو گئے اور لوگ بھی کھڑے ہو گئے درحالیکہ سب کے سب امیر المومنینؑ کے قضاوت غیب گوئی پر انگشت بدندان تھے۔ (۱)

(۱)۔ احقاق الحق، ج ۸، ص ۱۸۹

رومی شخص کے سوالات

ابو ملیح اپنے والد سے نقل کرتے ہیں: میں عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ روم سے ایک شخص آیا اور اس نے عمر سے کہا: کیا تم عرب ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں

اس نے کہا: میرے تین سوال ہیں اگر تم نے ان کے صحیح جوابات دیئے تو میں تم پر اور تمہارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر ایمان لے آؤں گا۔

عمر نے کہا: اے کافر جو چاہے پوچھ۔

اس نے کہا: وہ کیا ہے جو خدا نہیں جانتا، اور کیا ہے جو خدا نہیں رکھتا، اور کیا ہے جو خدا کے پاس نہیں ہے؟

عمر نے کہا: ہمارے لیے کفر ہی لایا ہے؟

اسی اثناء میں امیر المومنینؑ برادر رسول خدا ﷺ حاضر ہوئے اور عمر سے فرمایا: تمہیں پریشان و غمگین دیکھ رہا ہوں۔

انہوں نے کہا: کیونکر پریشان نہ ہوں جبکہ یہ کافر اس طرح کے سوالات کر رہا ہے۔ اے ابوالحسنؑ کیا آپ کے پاس ان کا کوئی جواب ہے۔

فرمایا: کیوں نہیں، پیغمبر اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

"أنَا مدينة العلم و عليٌّ بابها فمن احبَّ ان يدخل المدينة فليقرع الباب"

پھر فرمایا: خدا جسے نہیں جانتا وہ اپنا شریک و وزیر اور فرزند ہے۔ جو خدا کے پاس نہیں اپنے بندوں پر ظلم ہے اور جو خدا نہیں رکھتا وہ ضد و شبیہ اور مثل ہے۔

راوی کہتا ہے: عمر خوشحال ہو گئے اور کھڑے ہو کر امیر المومنینؑ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا: اے ابوالحسنؑ؛ میں نے علم آپ سے حاصل کیا اور اس کی اصل آپ ہی ہیں اگر آپ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ یہ منظر دیکھ کر وہ نصرانی بھی مسلمان ہو گیا۔(۱)

(۱)۔ بحار الانوار، ج ۴۰، ص ۲۸۶

شتر مرغ کا انڈا توڑنے کا حکم

محمد ابن زبیر کا بیان ہے: میں ایک دفعہ مسجد دمشق میں وارد ہوا تو وہاں ایک نہایت ہی ضعیف العمر آدمی کو دیکھا، میں نے اس سے پوچھا: تم نے کس کس کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا: عمر کو۔

میں نے سوال کیا تم نے کس جنگ میں شرکت کی ہے؟ کہا: جنگ یرموک میں، میں نے کہا کوئی اہم واقعہ ہمیں سناؤ۔ تو اس نے کہا: ہم ایک مرتبہ قتیبہ کے ہمراہ حج کیلئے گئے ہم نے حالت احرام میں چند شتر مرغ کے انڈے دیکھے تو ہم نے انہیں توڑ دیا۔ مناسکِ حج انجام دینے کے بعد ہماری ملاقات عمر سے ہوئی۔ ہم نے انڈوں کے بارے میں ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا: میرے ساتھ آؤ۔ وہ ہمیں رسول خدا ﷺ کے ایک حجرہ تک لے گئے۔ عمر نے دروازے پر پوچھا: کیا ابوالحسنؑ یہاں ہیں؟ کسی خاتون نے منفی جواب دیا۔ ہم آگے بڑھ گئے بالآخر ایک مقام پر ہم ان سے جا ملے۔ علیؑ نے پوچھا کیا بات ہے؟ عمر نے مسئلہ بیان کیا اور کہا: انہوں نے حالت احرام میں شتر مرغ کے چند انڈے دیکھے اور انہیں توڑ دیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اچھا، تو اب میرے پاس انہیں کیوں لائے ہو؟ عمر نے کہا: میرے لیے یہ ہی بہتر تھا کہ میں انہیں آپ کے پاس لاتا۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا: جتنے انڈے تھے ان کی تعداد کے مساوی اونٹوں کی جفتی کراؤ اور جو بچے پیدا ہوں انہیں قربان کر دو۔ عمر نے کہا اگر کوئی بچہ سقط ہو جائے تو؟

حضرتؑ نے فرمایا: اس صورت میں انڈا غیر سالم اور بیکار ہے۔

جب حضرتؑ یہ کہہ کر ان سے دور چلے گئے تو عمر نے کہا: خدا مجھے کسی مشکل سے دوچار نہ کرنا مگر یہ کہ علیؑ میرے پاس موجود ہوں۔ (۱)

(۱)۔ علامہ امینی، الغدیر، ج ۶، ص ۱۰۶۔ کنز العمال، ج ۳، ص ۵۳

حضرت علیؑ نے
مضطر عورت سے حد اُٹھالی

ایک عورت عمر کے پاس آئی اور کہنے لگی میں مرتکب فجور ہوئی ہوں اور میری عفت باقی نہ رہی اب آپ مجھ پر حد الٰہی جاری کیجئے۔ عمر نے اُسے سنگسار کرنے کا حکم دیدیا۔

حضرت علیؑ اس مجلس میں حاضر تھے، عمر سے مخاطب ہو کر فرمایا: اس سے پوچھو کس طرح مرتکب فسق و فجور ہوئی ہے؟

عورت نے کہا: لق و دق صحرا میں تھی اور پیاس کی شدت نے مجھے نڈھال کر دیا تھا میں نے وہاں ایک خیمہ دیکھا، بڑی مشکل سے وہاں تک پہنچی اس میں ایک آدمی تھا میں نے اس سے پانی کا تقاضا کیا۔ اس نے مجھے پانی دینے سے منع کر دیا اور کہا کہ اسے لذت پہنچاؤں۔ میں اس کی بات سن کر آگے چل دی لیکن پیاس کی شدت سے میری آنکھوں میں اندھیرا آنے لگا اور مجھے موت کا خطرہ ہونے لگا لہٰذا مجبور ہو کر دوبارہ اس کے پاس پہنچی اس نے مجھے پانی پلا کر میرے ساتھ فعل انجام دیا اور مجھے آلودہ کر دیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: یہ عورت مجبور تھی اور اس آیہ شریفہ کی مصداق ہے:

﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

پس جو مجبور ہو اور سرکشی اور زیادتی کرنے والا نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے بے شک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔(۱)

اور یہ عورت نہ فاسق ہے اور نہ اس نے حریم الٰہی سے تجاوز کیا ہے۔لہٰذا اس پر حد الٰہی جاری نہیں ہوگی۔

عمر نے عورت کو آزاد کر دیا اور کہا ''**لولا علی لھلک عمر** ''اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔(۲)

(۱)۔بقرہ،۱۷۳

(۲)۔بحار الانوار،ج۷۹،ص۵۱،روایت ۴۰

ریاضی کا پیچیدہ مسئلہ

دو آدمیوں نے دستر خوان بچھایا پھر ایک مرد نے تین روٹیاں اور دوسرے نے پانچ روٹیاں دستر خوان پر رکھیں اور کھانا کھانے لگے اتنے میں ایک شخص آ گیا جس کے پاس کوئی روٹی نہ تھی اس نے ان کے ساتھ شریک ہونے کی درخواست کی انہوں نے قبول کر لی۔ جب آٹھوں روٹیان ختم ہو گئیں تو وہ شخص اٹھا اور اس نے چلتے ہوئے آٹھ درہم انہیں دے دیئے۔ جس آدمی کی پانچ روٹیاں تھیں اس نے پانچ درھم اٹھائے اور تین اس شخص کو دے دیئے جس کی تین روٹیاں تھیں۔ لیکن وہ شخص راضی نہ ہوا اور کہنے لگا کہ ان آٹھ درھموں کو مساوی تقسیم کرو۔

لیکن مسئلہ حل نہ ہوا اور اختلاف بڑھ گیا تو مجبوراً خلیفہ وقت (عمر) کے پاس حل مشکل کیلئے پہنچ گئے۔

حضرت عمر نے اس عدالتی و ریاضی کے مسئلہ کو حضرت علیؑ کے سپرد کر دیا۔

حضرتؑ نے فرمایا: آپس میں موافقت کر لو اور اس بے اہمیت چیز پر ضد نہ کرو۔

وہ دونوں راضی نہ ہوئے خاص طور پر تین روٹیوں والے شخص نے اس مسئلہ کے حل ہونے پر بہت اسرار کیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اب اگر ایسی صورت حال ہے تو پھر عادلانہ اس مسئلہ کو حل ہونا چاہیے۔ حق یہ ہے کہ اس میں سے سات درھم پانچ روٹیوں والا

لے اور ایک درھم تین روٹیوں والا لے لے۔ یہ سن کر سب تعجب میں پڑ گئے۔

مولاؑ نے اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: تین افراد نے آٹھ روٹیاں کھائی ہیں، ایک شخص نے اُن آٹھ روٹیوں کے ایک تہائی کے عوض آٹھ درھم انہیں دے دیئے گویا تمام روٹیوں کی قیمت چوبیس درھم ہوگئی لہٰذا ہر روٹی کی قیمت تین درھم بنی۔

پس جس کی پانچ روٹیاں تھیں اس کی روٹیوں کی قیمت پندرہ درھم ہوگئی۔ جس میں سے آٹھ درھم کے برابر تو اس نے کھالی اور باقی سات درھم اسے مطلوب ہیں اور اس کی تین روٹیاں تھیں اس کی روٹیوں کی قیمت نو درھم بنی جس میں سے آٹھ کے برابر وہ کھا چکا اور اب اسے صرف ایک درھم مطلوب ہے۔ مسئلہ کا یہ حل سن کر سب نے تعجب کرتے ہوئے اس بات کی تصدیق کی اور عمر بھی کہنے لگے: لولا علی لھلک عمر۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا۔(۱)

---

(۱)۔ فضل اللہ کمپانی۔ علی کیست؟ ص ۸۰

کجا مہر اور کجا بیت المال

"احکام القرآن جصّاص" میں وارد ہوا ہے کہ:

عبداللہ بن مبارک نے اشعث اور اشعث نے شعبی سے اور انہوں نے مسروق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: عمر کو خبر دی گئی کہ قبیلہ ثقیف کے ایک مرد نے ایک عورت سے ایام عدت میں عقد کر لیا تو عمر نے ان کے نکاح کو باطل کرتے ہوئے فیصلہ سنا دیا کہ: یہ عورت تا ابد اس مرد کیلئے حرام ہو گئی اور اس کا مہر بیت المال سے ادا کر دیا۔

یہ خبر لوگوں میں عام ہو گئی یہاں تک کہ امیر المومنینؑ کو اطلاع پہنچی تو آپ نے فرمایا: کہاں مہر اور کہاں بیت المال؟! یہ دونوں از روئے جہالت اس امر کے مرتکب ہوئے ہیں اور امامؑ کو چاہیے کہ وہ انہیں سنت کی ہدایت کرے۔

سوال کیا: آپؑ کی اس بارے میں کیا نظر ہے؟ فرمایا: یہ عورت مہر کی طلبگار ہے اور انہیں چاہیے کہ دونوں موقتاً ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور حد (جہالت کی بنا پر) بھی جاری نہیں ہو سکتی۔ عورت کو پہلے اپنے شوہر اول کی عدت پوری کرنی چاہیے پھر دوسرے شوہر کی عدت پوری کرے پھر یہ ہی مرد اس عورت سے خواستگاری کر سکتا ہے۔

جب عمر نے امیر المومنینؑ کا حکم سنا تو کہا: اے لوگو! جو نہیں جانتے ہو اسے سنت سے رجوع کرو اور خود بھی حضرت علیؑ کی پیروی کی۔ "کفایۃ الطالب و تذکرہ" کتب اہل سنت کے نقل کے مطابق عمر نے کہا: **لولا علیٌّ لھلک عمر**۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ (۱)

---

(۱)۔ علامہ امینی الغدیر، ج ۶، ص ۱۱۳، احقاق الحق، ج ۸، ص ۱۸۷

انسان کی جنسی خواہش کی حد

تقریباً چالیس عورتیں عمر کے پاس آئیں اور انہوں نے ان سے شہوت انسانی کے بارے میں سوال کیا۔

عمر نے کہا: مردوں میں ایک اور عورتوں میں نو حصے ہے۔

کہنے لگیں: تو پھر یہ کیا بات ہے کہ مرد کئی عقدِ دائمی اور متعہ بھی کر سکتا ہے حالانکہ اس میں ایک حصہ شہوت ہے، جبکہ عورتیں جن میں نو حصے شہوت ہے انہیں صرف ایک شوہر کی اجازت ہے؟

عمر جواب دینے سے عاجز رہے اور اس مسئلہ کو امیر المومنینؑ کی طرف بھیج دیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: تم میں سے ہر عورت اپنے ساتھ ایک ظرف پانی لے کر آئے۔ پھر فرمایا: اب سب ایک بڑے برتن میں پانی ڈال دیں۔ پھر حکم دیا کہ اب فقط اپنا اپنا پانی اس میں سے لے لیں۔ کہنے لگیں: اب پانی کس طرح جدا ہو، کسی کا حصہ مشخص نہیں ہے۔

حضرت علیؑ نے اشارہ کیا کہ: اسی طرح اگر عورت کے مختلف شوہر ہوں تو اولاد کی تشخیص ناممکن ہو جائے گی اور انسانی نسب اور میراث باطل ہو کر رہ جائیں گے۔

روایت یحییٰ ابن عقیل میں آیا ہے کہ یہ سن کر عمر نے کہا: اے علیؑ؛ خدا مجھے آپ کے بعد زندہ نہ رکھے۔ (۱)

---

(۱)۔ ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالبؑ، ج ۲، ص ۳۶۰؛ بحار الانوار، ج ۴۰، ص ۲۲۶، روایت ۶

عمر حیرت انگیز مشکل سے دوچار

ابن عباس کا بیان ہے کہ ایک دن عمر انتہائی پریشانی کی وجہ سے کبھی اپنی جگہ سے اٹھتے اور کبھی بیٹھ جاتے تھے اور اس پریشان کن مشکل کی وجہ سے ان کے چہرے کا رنگ بھی متغیر ہو رہا تھا۔

مجبوراً انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کو جمع کر کے اُن سے اپنی مشکل بیان کی اور اُن سے اس مشکل کا حل چاہا۔ بعض خوشامدی اصحاب نے ان سے جواباً کہا: ''اے امیر المومنین؛ آپ تو خود لوگوں کے ملجأ و جائے پناہ ہیں، عمر ان سے ناراض ہو گئے اور کہنے لگے: خدا سے ڈرو اور صحیح بات کہو تا کہ خدا تمہارے اعمال صحیح کر دے۔

اصحاب اپنی لاعلمی کا اعتراف کرتے ہوئے مشکل کا کوئی حل پیش نہ کر سکے۔

عمر نے کہا: میں خود حلال مشکل کو جانتا ہوں۔ اصحاب نے کہا: آپ کی مراد علیؑ ہیں؟

عمر نے کہا: جی ہاں، بخدا کیا آج تک کسی ماں نے علیؑ جیسا بیٹا پیدا کیا ہے؟ اٹھو اور چلو ان کے پاس چلیں، انہوں نے کہا: اے خلیفہ آپ کیوں جا رہے ہیں؟ پیغام بھیج دیجیے، علیؑ خود آ جائیں گے۔

عمر نے کہا: ہرگز نہیں، کیونکہ وہ داماد پیغمبر ﷺ اور بنی ہاشم میں سے ہیں اور عالم ہیں اس لیے ہمیں ان کے پاس جانا چاہیے نہ یہ کہ انہیں یہاں بلایا جائے۔ ہماری یہ مشکل انہی کے یہاں حل ہونی چاہیے۔

سب کے سب خانہ حضرتؑ کی طرف چل پڑے۔ سب نے دیکھا کہ مولیٰؑ ایک باغ میں کام کر رہے ہیں اور زبان پر یہ آیۂ شریفہ جاری ہے۔

﴿أَيَحْسَبُ الإِنسانُ أَنْ يُترَكَ سُدى﴾

''کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا گیا ہے؟

عمر نے شریح سے کہا: مسئلہ بیان کرو، شریح نے کہا: اے علیؑ: میں عدالت میں بیٹھا تھا کہ یہ مرد میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ میں سفر پر جا رہا ہوں، جب تک میں واپس آؤں، میری ان دونوں بیویوں کا تم خیال رکھنا۔ اور یہ دونوں آزاد عورتیں ہیں اور ان کا مہر بھی بہت زیادہ ہے۔

پھر ان دونوں کے ہاں ایک ہی رات میں ولادت ہوگئی۔ لیکن ایک کے یہاں لڑکے کی ولادت ہوئی اور دوسری کے یہاں لڑکی، مگر اب دونوں کا دعویٰ یہ ہے کہ لڑکا اس کا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اے شریح اس بارے میں تمہارا فیصلہ کیا ہے؟

شریح نے کہا: اگر میں جانتا تو آپ کے پاس نہ آتا۔

حضرتؑ نے زمین سے ایک ڈھیلا اُٹھا کر فرمایا: اے شریح اس کا فیصلہ کرنا میرے لیے اس ڈھیلے کے اُٹھانے سے بھی زیادہ آسان ہے۔

پھر آپ نے ایک ظرف منگوا کر ایک عورت کو دیا اور اس سے کہا: اس برتن میں تھوڑا سا اپنا دودھ نکالو، پھر حضرتؑ نے دودھ کا وزن کیا۔ اس کے بعد دوسری عورت کو بھی یہی حکم دیا اور اس کے دودھ کا بھی وزن کیا گیا تو دیکھا کہ ایک دودھ ہلکا ہے۔

حضرت علیؑ نے، جس عورت کا دودھ ہلکا تھا اس سے فرمایا: اپنی لڑکی لے لے اور دوسری سے فرمایا: کہ اپنا لڑکا لے لے۔ پھر شریح کی طرف رخ کر کے فرمایا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ لڑکی کا دودھ، لڑکے کے دودھ سے ہلکا ہوتا ہے؟!

عمر اس فیصلہ پر بہت حیران ہوئے اور حضرت علیؑ سے کہنے لگے: خدا مجھے مشکل میں نہ ڈالے جبکہ آپ میرے پاس موجود نہ ہوں، یا اِس سرزمین پہ نہ چھوڑے جہاں آپ نہ ہوں۔(۱)

(۱)۔ علامہ امینی نے "الغدیر" ج۶ ص۱۷۳ پر "کنز العمال" سے نقل کیا ہے

فیصلہ میں جلدی منع ہے

عمر کے پاس ایک مرد اور ایک عورت حاضر ہوئے۔ مرد نے عورت سے کہا: تو زانیہ ہے، عورت نے بھی پلٹ کر مرد کو کہا: تو مجھ سے زیادہ زانی ہے۔

عمر نے دونوں پر حد جاری کرنے کا حکم دیا۔

اس موقع پر حضرت علیؑ موجود تھے فرمایا: جلدی نہ کرو، اس لیے کہ فیصلہ میں جلدی اچھی چیز نہیں، اس طرح تمہارا حکم بھی صحیح نہیں ہو سکے گا۔

کہنے لگے تو پھر کیا کیا جائے؟

فرمایا: مرد کو آزاد کر دو اور عورت پر دو حد جاری کرو۔ اس لیے کہ مرد کا زانی ہونا ثابت نہیں لیکن عورت نے اپنے زنا کار ہونے کا اقرار کیا ہے، کیونکہ وہ مرد سے کہتی ہے کہ تو مجھ سے زیادہ زنا کار ہے لہٰذا عورت نے اقرار کیا ہے کہ اس نے زنا کیا ہے پس اس پر حدِ زنا جاری کی جائے۔ دوسرا عورت کا جرم یہ ہے کہ وہ شوہر کی طرف زنا کی نسبت دے کر اسے متہم کر رہی ہے حالانکہ اپنے دعوے کے ثبوت کے لیے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ لہٰذا اس پر حدِ قذف وافتراء بھی جاری کی جائے۔

عمر نے یہ سن کر کہا: "**لو لا علیٌ لھلک عمر**" اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔(۱)

---

(۱)۔ فضل اللہ کمپانی، علیؑ کیست؟ ص ۷۷

مکاروں کا حیلہ کارگر نہ ہوسکا

قریش کی ایک عورت کے پاس دو افراد آئے اور 100 دینار بطور امانت اسے دیکر کہنے لگے: اگر ہم دونوں میں سے کوئی ایک تنہا آئے اور تم سے دیناروں کا مطالبہ کرے تو اسے نہ دینا۔ لیکن اگر ہم دونوں ایک ساتھ آئیں تو پھر ہمیں واپس کر دینا۔

ایک سال کے بعد ایک آدمی آیا اور دیناروں کا مطالبہ کرنے لگا اور اس نے بتایا کے اس کے ساتھی کا انتقال ہو گیا ہے۔ عورت دینار دینے سے انکار کر رہی تی لیکن عورت کے رشتہ داروں نے اس پر زور دیا تو مجبوراً اس نے دینار واپس کر دیئے۔ ایک سال بعد دوسرا مرد آیا اور اس نے دینار کا مطالبہ کر دیا۔

عورت نے کہا کہ تمہارا دوست آیا تھا اور اس نے کہا تھا کہ تم دنیا سے چلے گئے ہو لہٰذا اس نے مجھ سے دینار لیئے اور چلا گیا۔

لہٰذا دونوں اس معمہ کو نمٹانے کیلئے عمر کے پاس آئے اور اپنا ماجرا بیان کیا۔ عمر نے مرد کو حق بجانب سمجھتے ہوئے عورت کو ضامن قرار دیا۔ لیکن عورت نے انہیں قسم دی کہ حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور اس مشکل کا حل حضرت علیؑ سے کراؤ عمر نے قبول کر لیا۔

حضرت علیؑ نے دونوں کی گفتگو سنی اور سمجھ گئے کہ دو آدمیوں نے چال

چلی ہے لہذا مدعی سے فرمایا: کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ بے شک ہم دونوں نہ آئیں تو نہ دینا۔ اس آدمی نے کہا: جی ہاں ایسا ہی ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: اچھا تمہارے دینار اب میرے پاس ہیں تم جاؤ اور اپنے دوسرے ساتھی کو بھی لے آؤ تا کہ تمہارے دینار تمہیں واپس دے دیئے جائیں۔ (وہ آدمی گیا تو پھر واپس پلٹ کر نہ آیا)۔

جب عمر نے یہ فیصلہ سنا تو کہا: پروردگار، علی ابن ابی طالبؑ کے بعد مجھے زندہ نہ رکھے۔(۱)

---

(۱)۔علامہ امینی نے الغدیر ج۶ ص۱۲۶ اہل سنت سے نقل کیا ہے۔

عمر کی نظر میں عجیب ترین قضاوت

جب عقبہ بن عقبہ کا انتقال ہوا تو چند اصحاب بھی ان کی تشیع جنازہ میں شریک تھے اس موقع پر حضرت علیؑ اور عمر بھی موجود تھے۔

حضرت علیؑ نے ایک آدمی کی طرف رخ کر کے فرمایا: اے شخص عقبہ کے دنیا سے جانے کی وجہ سے تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی ہے، اب اس کے ساتھ مباشرت نہ کرنا۔

عمر نے حضرت علیؑ کی طرف رخ کر کے کہا: اے اباالحسنؑ آپ کے تمام فیصلے عجیب ہیں لیکن یہ ان میں سے عجیب ترین ہے، کیا ایک آدمی کے دنیا سے جانے کی وجہ سے دوسرے کی بیوی اس پر حرام ہو جائے؟!

حضرتؑ نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے، یہ آدمی، عقبہ کا غلام تھا۔ اس نے آزاد عورت سے شادی کی۔ اور عقبہ کی وفات کے بعد اس عورت کو میراث ملی اور یہ آدمی بھی اسے میراث میں بطور غلام ملا۔ لہٰذا میراث کے ذریعہ یہ مرد، عورت کا غلام ہوگیا اور غلام کا اپنے آقا سے جنسی استفادہ کرنا ممنوع ہے، مگر یہ کہ عورت اسے آزاد کردے اور پھر وہ غلام آزاد ہونے کے بعد دوبارہ عورت سے نکاح کرلے۔

عمر نے حیرت سے کہا: کہ ہم نے اسی قسم کے مسئلہ میں اختلاف کیا جو آپ سے پوچھ رہے ہیں۔(۱)

---

(۱)۔ نجم الدین العسکری، علی وخلفاء، ص ۸۲

بادشاہ روم کے سوالات

امام احمد بن حنبل کتاب ''الفضائل'' میں رقمطراز ہیں: عمر بن خطاب کہتے تھے: ''اَعُوذُ بِاللّٰہ مِن مُعضِلَۃٍ لَیسَ لَھَا ابو الحسن؛ پناہ برخدا، خدایا وہ دن نہ آئے جب کوئی مشکل پیش آئے اور ابوالحسنؑ نہ ہوں۔''

ابن مسیّب کا کہنا ہے: عمر کے اس قول کا ایک خاص سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ روم کے بادشاہ نے ایک خط کے ذریعے ان سے چند سوالات دریافت کرنا چاہے تو انہوں نے ان سوالات کو اصحاب کے سامنے پیش کیا لیکن وہ ان کا جواب دینے سے قاصر رہے، لہٰذا وہ مجبوراً حضرت علیؑ کے پاس گئے اور ان سے جوابات چاہے۔ حضرت امیرؑ نے فوراً بغیر کسی تاخیر کے ان سوالات کے جوابات لکھ دیئے۔

ابن مسیّب کا کہنا ہے کہ: بادشاہ روم کے خط کا عنوان اس طرح تھا ''بادشاہِ روم کی جانب سے عمر خلیفہ مسلمین کے نام'' امابعد......

آپ سے چند سوالات کے جوابات مطلوب ہیں برائے مہربانی ان کے جوابات مرحمت فرمایئے۔

۱۔ وہ کیا چیز ہے جسے خدا نے خلق نہیں کیا؟

۲۔ وہ کیا ہے جسے خدا نہیں جانتا؟

۳۔ وہ کیا چیز ہے جو خدا کے پاس نہیں؟

۴۔ وہ کیا چیز ہے جو پوری کی پوری منہ ہے؟

۵۔ وہ کیا چیز ہے جو کل کی کل پاؤں ہے؟

۶۔وہ کیا چیز ہے جو کل کی کل آنکھ ہے؟

۷۔وہ کیا چیز ہے جو کل کی کل بال و پر ہے؟

۸۔وہ کون سا مرد ہے جس کا کوئی قوم وعشیرہ نہیں؟

۹۔وہ کون سی چار زندہ چیزیں ہیں جو کسی رحم میں نہیں رہیں؟

۱۰۔وہ کون سی بے روح چیز ہے جو سانس لیتی ہے؟

۱۱۔صدائے ناقوس کیا ہے اور وہ کیا کہتی ہے؟

۱۲۔وہ کون سا درخت ہے کہ جس کے سایہ میں ایک سوار، سو سال کی راہ چل سکتا ہے، اور دنیا میں اس کی کوئی نظیر نہیں؟

۱۳۔ وہ کون سا مکان ہے جس میں صرف ایک بار سورج کی روشنی پڑی ہے؟

۱۴۔وہ کون سا درخت ہے جو بغیر پانی کے سرسبز ہوا؟

۱۵۔کہا جاتا ہے کہ اہل بہشت غذا کھائیں گے لیکن انہیں رفع حاجت کی ضرورت نہ ہوگی، دنیا میں اس کی مثال کیا ہے؟

۱۶۔ کہتے ہیں کہ میوہ ھای جنت ایک ظرف میں جمع ہوں گے لیکن مختلف رنگوں اور انواع کے باوجود مخلوط نہ ہونے پائیں گے، دنیا میں اس کی کیا مثال ہے؟

۱۷۔وہ کیا چیز ہے جو دنیا میں دو کے لیے ہے اور آخرت میں ایک کیلئے؟

۱۸۔بہشت کی کنجیاں کیا ہیں؟

امیر المومنین حضرت علیؑ کا جواب نامہ کچھ اس طرح تھا:

خدا نے جس چیز کو خلق نہیں کیا وہ قرآن ہے کیونکہ قرآن، کلام و وصف خدا

ہے اور اسی طرح اس کی دیگر آسمانی کتب ہیں۔ خداوند تعالیٰ خود بھی قدیم ہے اور اس کی صفات بھی قدیم ہیں۔

وہ چیز جسے خدا (معتبر اور صحیح) نہیں سمجھتا وہ تم نصارا کی یہ بات ہے کہ جو تم کہتے ہو کہ خدا کے فرزند ہے اور اس کا شریک و ہمسر بھی ہے حالانکہ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ کوئی شریک، نہ اس نے کسی کو جنم دیا نہ اسے کسی نے پیدا کیا۔

اور وہ چیز جو خدا کے پاس نہیں وہ ظلم ہے کہ پروردگار اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

اور وہ چیز جو کُل کی کُل دھن اور منہ ہے وہ آگ ہے کیونکہ جو چیز بھی اس میں گرتی ہے آگ اسے نگل جاتی ہے۔ جو کُل کی کُل پاؤں ہے وہ پانی ہے۔ جو کُل کی کُل آنکھ ہے وہ سورج ہے، جو مکمل طور پر ہوا ہے۔

جس کی کوئی قوم وقبیلہ نہیں، حضرت آدمؑ ابوالبشر ہیں۔

چار چیزیں جو رحم میں نہیں رہیں۔ ۱۔ عصائے حضرت موسیٰؑ ۲۔ وہ گوسفند جو حضرت ابراہیمؑ کیلئے آیا تھا ۳۔ آدمؑ ۴ حواؑ۔

وہ چیز جو سانس تو لیتی ہے مگر اس میں روح نہیں "صبح" ہے کیونکہ قرآن کہتا ہے: "والصبح اِذا تنفّس"۔

ناقوس یہ کہتی ہے: "حقاً حقاً، مَهلاً مَهلاً، عَدلاً عدلاً، صِدقاً صِدقاً، اِنّ الدّنیا قَدْ غرَّتْنا وَاستَهْوَتْنا تَمضِی الدُّنیا قرناً قرناً، مَا مِن یَوم یَمضِی عَنّا اِلّا اَوھیٰ مِنّا رُکناً، أنَّ المَوتَی قَدْ اَخبَرَنا اِنّا نَرحَلُ فَاستوَّطْنا"

"دنیا ہمیں دھوکہ دیتے ہوئے تیزی سے گزر رہی ہے۔ روز بروز ہم

ضعیف و کمزور ہوتے جارہے ہیں، مرنے والے ہمیں خبر دے رہے ہیں کہ بالآخر ہمیں بھی چلے جانا ہے، حالانکہ ہم نے دنیا کو اپنا وطن بنالیا ہے۔"

اور وہ درخت کہ جس کے سائے میں سوار، سو سال تک چلتا رہے اور دنیا میں بے مثل و بے نظیر ہے وہ شجرۂ طوبیٰ ہے وہی سدرۃ المنتہیٰ کہ جو ساتویں آسمان پر ہے اور لوگوں کے اعمال و کردار اس پر ختم ہوتے ہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ جنت کا ایک ایسا درخت ہے کہ بہشت کے ہر گھر پر اس کی ایک شاخ سایہ فگن ہے اور دنیا میں اس کی مثال "سورج" ہے کہ وہ خود ایک ہے لیکن اس کا نور ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔

وہ درخت جس نے پانی کے بغیر نشو ونما پائی وہ حضرت یونسؑ کا درخت ہے، جس کے بارے میں قرآن نے فرمایا:

﴿و أنبتنا عليه شَجَرَةً مِن يَقطِين﴾

ترجمہ:

اہل بہشت کی غذا کی مثال، رحم مادر میں موجود جنین کی غذا کی طرح ہے، جنین بھی غذا کھاتا ہے لیکن فضلہ نہیں کرتا۔

بہشت کے پھلوں کی مثال، انڈے میں موجود سفیدی و زردی کی مانند ہے کہ یہ آپس میں مخلوط نہیں ہو پاتی۔

وہ چیز جو دنیا میں دونوں کیلئے اور آخرت میں ایک کیلئے ہے وہ "درخت خرما" ہے کہ فی المثل آدھا مومن کیلئے جیسے میں، اور آدھا کافر کیلئے جیسے تو، لیکن آخرت میں وہ صرف میرے لیے ہوگا اور تو اس سے محروم رہے گا کیونکہ وہ درختِ بہشت میں ہوگا اور تو بہشت میں نہیں جا پائے گا۔

بہشت کی کنجیاں یہ ہیں: ''لا الہ الّا للہ محمد رسول اللہ''

ابن مسیّب کا کہنا ہے کہ جب قیصر روم نے یہ جواب نامہ پڑھا تو کہنے لگا: اس نامے کا لکھنے والا یقیناً خاندان رسالت کا فرد ہے، پھر اس نے سوال کیا کہ کس نے میرے سوالات کا جواب دیا ہے؟ کہا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی یعنی حضرت علیؑ نے۔

قیصر روم نے دوبارہ حضرت علیؑ کے نام نامہ لکھا: سلام علیک؛ امابعد: جو آپ نے جوابات دیے ہیں میں ان سے واقف ہوا ہوں اور سمجھ گیا ہوں کہ آپ یقیناً خاندانِ نبوت کے فردِ فرید، مظہر شجاعت اور تمام علوم کے عالم ہیں۔ لہٰذا اب میرا دل چاہتا ہے کہ آپ برائے مہربانی کلمہ ''روح'' کی بھی توضیح بیان کر دیجئے جو کہ آپ کی کتاب میں مذکور ہے جیسا کہ قرآن میں آیا ہے:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي﴾(۱)

حضرت علیؑ نے قیصر روم کو جواباً لکھا:

امابعد: روح بارگاہِ الٰہی کا ایک لطیف اور نورانی نکتہ ہے اس نے اس کو پیدا کیا ہے اور اپنے خزانہ سے اسے ہستی عطا فرمائی ہے پھر اسے اس جہانِ طبیعت میں مستقر کر دیا۔ پس روح تمہارے پاس اسکی امانت ہے وہ جب چاہے گا اسے واپس لے لے گا۔ والسلام(۲)

---

(۱)۔ سورہ اسراء، آیت ۸۵

(۲)۔ الغدیر، ج۶، ص ۲۴۷

عجیب الخلقت ولادت

عمر کے زمانے میں ایک کے یہاں ایک عجیب الخلقہ بچہ کی ولادت ہوئی جس کے دو شکم، دو سر چار ہاتھ اور دو آلہ تناسل، جسم کے نصف بالائے حصے میں موجود تھے۔ لیکن نچلے نصف حصے میں تمام لوگوں کی طرح دو ہی ٹانگیں تھیں، اس بچے کی ماں عمر کے پاس آئی اور اپنے شوہر کی میراث کا مطالبہ کرنے لگی۔

عمر نے مشکل کو حل کرنے کیلئے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو جمع کیا لیکن کوئی راہ حل نہ نکل سکی تو اس نے امیر المومنینؑ سے رجوع کیا۔

حضرتؑ نے فرمایا: یہ خلقت ایک عجیب حکایت ہے، فی الحال اس عورت کو بچہ سمیت رہنے دو اس کی ماں کی حفاظت کرو اور اس کی سرپرستی کیلئے ایک خادم کو معین کردو جو اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے۔

کچھ ہی عرصے بعد ماں کا انتقال ہو گیا اور بیٹا بڑا ہو گیا لہٰذا پھر اس نے میراث کا مطالبہ کیا۔

امیر المومنینؑ نے حکم دیا کہ: ایک مرد خصّی اس کی خدمت کیلئے معین کردو۔ کچھ ہی دنوں بعد ان دو بدنوں میں سے ایک نے ازدواج کا تقاضہ کیا، اس بات کی خبر عمر کو دی گئی۔ عمر نے حضرت علیؑ سے سوال مدد کیا۔

حضرتؑ نے فرمایا: اللہ اکبر اللہ اکبر، خدا کی ذات اس سے منزہ ہے کہ وہ ایک بھائی کا اپنی بیوی سے جماع کرنا دوسرے پر ظاہر کردے۔ اس کی شادی کی یہ درخواست موت کی علامت ہے۔ فی الحال اسے سرگرم رکھو وہ تین دن میں مر جائے گا۔

اور اسی طرح ہوا کہ وہ تین دن کے بعد مر گیا۔ مرنے کے بعد عمر کو خبر دی گئی انہوں نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ بعض نے کہا اس بدنِ زندہ کو تلوار کے ذریعے جدا کر دو۔ عمر نے کہا: تمہاری یہ بات تو بہت ہی عجیب ہے کہ بدن زندہ بھی بدن مردہ کی وجہ سے مارا جائے؟!

بدن زندہ بھی فریاد کرنے لگا کہ باوجود اس کے کہ میں شہادتین و قرآن پڑھتا ہوں پھر بھی تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟

عمر نے کسی کو امیر المومنینؑ کے پاس بھیجا اور ان سے راہِ حل کا تقاضا کیا۔

حضرتؑ نے فرمایا: کہ اس کا اُمر تو بہت آسان و سہل ہے۔ ابھی اسے غسل و کفن دے کر اُسے اس کے حال پر چھوڑ دو تاوقتیکہ مردہ جسم خشک ہو جائے پھر اسے قطع کر دینا تا کہ زندہ بدن کو بھی کوئی اذیت نہ ہونے پائے اور جب مردہ جسم خشک ہو جائے گا تو اس کا ساتھی جسم بھی تین دن بعد مر جائے گا۔

جو کچھ امیر المومنینؑ نے حکم دیا اس پر عمل کیا گیا اور جو بھی خبر دی وہ رونما ہوئی لہٰذا جسم کا دوسرا حصہ بھی تین دن بعد مر گیا۔

یہ دیکھ کر عمر نے کہا: اے پسر ابوطالبؑ؛ بے شک آپ ہی حلال مشکلات اور احکام کو روشن کرنے والے ہیں۔ (۱)

---

(۱)۔ علیؑ والخلفاء، ص ۲۱۳

علمائے یہود کے دیگر سوالات

جب عمر تخت خلافت پر بیٹھے تو علمائے یہود کا ایک گروہ ان کے پاس آیا اور کہا کیا محمدؐ اور ابو بکر کے بعد امور مسلمین کی ولایت وسرپرستی تمہارے ذمے ہے؟
عمر نے کہا: جی ہاں، وہ علماء کہنے لگے کہ ہم تم سے چند سوال کرنا چاہتے ہیں اگر تم نے ان کے جواب بیان کر دیئے تو ہم سمجھیں گے کہ اسلام دین حق ہے اور محمد ﷺ سچے پیغمبر تھے اور اگر بیان نہ کر سکے تو گویا دین اسلام، باطل اور محمد ﷺ (نعوذ باللہ) جھوٹے تھے۔

عمر نے کہا: جو چاہے پوچھو۔

انہوں نے کہا: آسمان کے قفل وکلید کے کیا معنی ہیں؟ وہ کون سی قبر ہے جو اپنے مدفون کو ہمراہ لے گئی؟ بتاؤ وہ کون ہے جس نے اپنی قوم کو ڈرایا (انذار کیا) حالانکہ نہ وہ جن ہے نہ انسان؟ وہ پانچ جاندار جو روئے زمین پر چلے پھرے حالانکہ وہ کسی رحم میں نہ رہے؟ درّاج کی صدا کیا ہے، مرغ کی بانگ کا مطلب گھوڑے کی آواز (شیھہ) کے معنی کیا ہیں، مینڈک، گدھا اور شانہ کیا کہتے ہیں۔

عمر نے شرم سے سر جھکا لیا اور پھر کہا: یہ عمر کے لیے معیوب نہیں کہ جو نہیں جانتا کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا اور جو نہیں جانتا اسے پوچھ لے۔

ناگہاں یہودی اپنی جگہ سے اُٹھے اور کہنے لگے: ہم شہادت دیتے ہیں کہ محمد پیغمبر خدا نہ تھے اور اسلام دین باطل ہے، اچانک سلمان فارسی اپنی جگہ سے اُٹھے اور کہنے لگے۔ میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ میرے لوٹنے تک چند لحظات صبر کیجئے۔ پس سلمان جلدی سے امیر المومنینؑ کے پاس پہنچے اور کہا:

ابوالحسنؑ اسلام کو بچائیے کہ اس پر مشکل کا وقت آ گیا۔

حضرتؑ نے فرمایا: کیا بات ہے اے سلمان! جناب سلمان نے ماجرا سنا دیا۔

حضرت علیؑ نے رسول خدا ﷺ کی عبا زیب تن فرمائی اور اس شان و شوکت سے وارد مجلس ہوئے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔

عمر، حضرتؑ کو آتے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور بڑھ کر گلے لگ گئے اور پھر کہنے لگے: اے اباالحسنؑ آپ ہی تو ہمیں ہر مشکل و پریشانی سے نجات دلانے والے ہیں۔

پھر حضرت علیؑ نے یہودیوں کو بلوایا تا کہ اپنے سوالات پیش کریں اور فرمایا:

رسول خدا ﷺ نے مجھے علم کے ایسے ہزار باب تعلیم فرمائے ہیں کہ جس میں ہر باب سے ہزار باب بنتے ہیں۔

یہودیوں نے اپنے سوالات پیش کیئے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: مگر میری ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ اگر میں تمہارے سوالات کے جوابات توریت سے دے دوں تو تمہیں اسلام قبول کرنا پڑے گا۔

یہودیوں نے شرط قبول کر لی۔ جب مولاؑ نے ان کے جوابات دے دیئے تو انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔(۱)،(۲)

---

(۱)۔ محمد باقر موسوی ہمدانی، علیؑ در کتب اہل سنت ص ۲۶۶، بنا بر نقل از ثعلبی در قصص الانبیاء در سورہ کہف۔

(۲)۔ اس بات سے پتہ چلا کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ حضرت علیؑ کے علم و فہم اور حکمت عملی کے ذریعے پھیلا ہے اور لوگ اسلام کے دائرے میں آئے ہیں (مترجم)

باب چہارم

ایسے مواقع جہاں امیر المومنینؑ نے حضرت عمر کی رہنمائی فرمائی

عمر کے سوالات کے جوابات

ابن عمر کا کہنا ہے کہ: میرے والد عمر ابن خطاب نے ایک مرتبہ حضرت علیؑ سے کہا: اے اباالحسنؑ؛ تین مشکل باتیں ہر وقت میرے ذہن میں رہتی ہیں اور ہر وقت میرا دل چاہتا ہے کہ یہ میری مشکل برطرف ہو جائے۔ اگر ممکن ہو تو آپ میری اس سلسلہ میں کچھ مدد فرمایئے۔

حضرتؑ نے فرمایا: اپنی مشکل بیان کرو۔

عمر نے کہا: پہلی یہ کہ کبھی کبھی انسان کسی سے ملتا ہے تو اسے اتنا چاہنے لگتا ہے کہ گویا اس سے زیادہ کسی کو دوست ہی نہیں رکھتا اور کبھی کسی سے ملتا ہے تو خود بخود اس سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

حضرت نے فرمایا: میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے:

"روحیں اپنے اپنے لشکروں میں رہتی ہیں، جب وہ بدن میں پہنچتی ہیں، اگر مختلف بدنوں میں آنے والی روحیں ایک ہی صف اور لشکر کی ہوں تو ایک دوسرے سے محبت پیدا کرتی ہیں اور اگر الگ الگ ہوں تو دوری اختیار کرتی ہیں۔"

عمر نے کہا: دوسری بات یہ کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان کوئی بات سنتا ہے تو کبھی کبھی اس کو وہ بات یاد آتی ہے اور کبھی وہ بھول جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

فرمایا: میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے:

"جس طرح چاند کے سامنے بادل آجاتا ہے اسی طرح کوئی دل ایسا نہیں جس کیلئے بادل نہ ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ جس طرح چاند نور افشانی کرتا ہے لیکن

اچانک بادل اس کے سامنے آجاتا ہے تو وہ تاریک ہو جاتا ہے۔ دلوں کا بھی یہی حال ہے۔"

عمر نے کہا: تیسری بات یہ ہے کہ: انسان جو خواب بھی دیکھتا ہے کبھی تو وہ سچا ہوتا ہے اور کبھی جھوٹا ہوتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

فرمایا: میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے کہ:

کوئی انسان ایسا نہیں کہ جب وہ سو جائے اور اس کی روح کو عرش کی طرف نہ لے جایا جائے۔ جب روح کے عرش پر پہنچنے کے بعد خواب سے بیدار ہو تو اسے رویائے صادقہ کہتے ہیں۔ اور اگر عرش پر پہنچنے سے پہلے بیدار ہو جائے تو اسے رویائے کاذبہ کہتے ہیں۔"

عمر نے کہا: یہ تین باتیں ایسی تھیں جنہیں میں ہر وقت حل کرنے کی جستجو میں رہتا تھا اور خدا کا شکر ہے کہ مرنے سے پہلے مجھے یہ معلوم ہو گئیں۔ (۱)

---

(۱)۔ محمد باقر ہمدانی، علیؑ در کتب اہل سنت، ص ۲۳۶ بنا بر نقل از کنز العمال ج ۶ ص ۴۰۶

اسقف نصرانی نے عمر کو لاجواب کردیا۔

نجران کا رہنے والا اسقف عمر کے ابتدائی دور خلافت میں ان کے دربار میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ہمارا علاقہ بہت سرد اور اتنا خرچیلا ہے کہ ہمارے لشکر والوں کیلئے جس کا تحمل سخت ہے، لہٰذا میں ضمانت لیتا ہوں کہ میں خود ان زمینوں کا خراج سالانہ ان کی خدمت میں پیش کردیا کروں گا۔ عمر نے یہ بات قبول کرلی اور وہ سال بسال خراج دیتا رہا، عمر بھی انہیں جوابی نامہ لکھتے رہے۔

ایک سال اسقف، نصاریٰ کی ایک جماعت کے ہمراہ عمر کے دربار میں حاضر ہوا وہ بوڑھا لیکن خوبصورت انسان تھا۔ عمر نے اسے اسلام کی دعوت دی اور اسلام کی چند ایسی خوبیاں اسے بیان کیں جن سے مسلمان بہرہ مند ہو رہے تھے۔

اسقف نے کہا: آپ اپنی کتاب میں پڑھتے ہیں: ﴿وجنةٍ عرضها كعرض السماء والارض﴾ (۲) ''اور جنت جس کا عرض آسمان وزمین کے عرض کے برابر ہے'' تو بتایئے کہ پھر جہنم کہاں ہے؟

عمر خاموش ہوگئے، اور حضرت علیؑ سے درخواست کی کہ وہ اس کا جواب دیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

یہ بتا کہ جب رات ہوتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے، اور اس کے برعکس؟

اسقف نے تعجب سے کہا: میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کوئی میرے سوال کا جواب دے دے گا۔ یہ شخص کون ہے؟

---

(۱)۔ سورہ حدید ۵۷/ آیت ۲۱

عمر نے کہا: یہ علی بن ابی طالبؑ پیغمبر اسلام ﷺ کے داماد و چچا زاد بھائی اور حسنینؑ کے والد گرامی ہیں۔

اسقف نے عمر کے سامنے دوسرا سوال پیش کیا: وہ کون سی جگہ ہے کہ جہاں صرف ایک بار دھوپ پڑی ہے؟

عمر نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ان سے پوچھو!

حضرت علیؑ نے فرمایا: دریائے نیل جو حضرت موسیٰ کے لیے شگافتہ ہوا تھا پھر دوبارہ پانی مل گئے اس لیے دوبارہ کبھی اس پر دھوپ نہ پڑی۔

اسقف نے عمر سے سوال کیا: بتاؤ وہ کون سا پھل ہے جو لوگوں کی دسترس میں ہے اور وہ جنت کے پھل کی مانند ہے؟

عمر نے کہا: ان سے پوچھو! (مولا علیؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے)

حضرت علیؑ نے فرمایا: وہ قرآن کہ جس سے تمام اہل دنیا اپنی ضرورت پوری کرتے ہیں لیکن اس میں کچھ بھی کمی نہیں ہوتی۔ جنت کے پھل بھی اسی طرح ہیں۔

اسقف نے امیر المومنینؑ کے قول کی تائید کرتے ہوئے کہا: اچھا بتایئے کیا آسمانوں میں بھی تالے ہیں؟

حضرت علیؑ نے فرمایا: کلمہ "لا الہ الا اللہ" آسمانوں کی کنجی ہے کہ جس کے عرش پر پہنچنے سے کوئی شی مانع نہیں۔ اسقف نے تصدیق کرتے ہوئے سوال کیا: زمین پر گرنے والا پہلا خون کون سا تھا؟ فرمایا: ہابیل کی ولادت کے موقع پر

جوخون جناب حوا کے جاری ہوا۔

اسقف نے تصدیق کی اور پھر سوال کیا: بتایئے خدا کہاں ہے؟

اسقف کا یہ سوال سن کر عمر غضب ناک ہو گئے، حضرت علیؑ نے فرمایا:

ہم پیغمبر ﷺ کی خدمت میں تھے کہ ایک فرشتہ وارد ہوا۔ حضرت نے اس سے پوچھا تم کہاں سے آرہے ہو؟

کہا: ساتویں آسمان سے اپنے پروردگار کے پاس سے۔ پھر دوسرا فرشتہ آیا۔ حضرتؐ نے پوچھا: کہاں سے آرہے ہو؟ کہا: زمین کے ساتویں طبقہ کے نیچے اپنے پروردگار کے پاس سے۔ پھر تیسرا فرشتہ آیا اس نے کہا: مشرق سے آرہا ہوں اور چوتھے نے کہا: مغرب سے آرہا ہوں۔

پس خدا یہاں وہاں، آسمان پر اور زمین میں ہے لہٰذا اس کا کوئی مکان خاص معین نہیں۔(۱)

---

(۱)۔ الغدیر، ج ۶، ص ۲۴۲

عمر رسوائی کے خوف سے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کرتے ہیں

ابو طفیل کا بیان ہے: حضرت ابو بکر کی نماز میت کے بعد ہم سب عمر کے گرد جمع ہوئے اور پھر ان کی بیعت کی۔ اس کے بعد ہم روزانہ ان کے ہمراہ مسجد جاتے تھے اور دیکھتے کہ لوگ انہیں آہستہ آہستہ امیر المومنینؑ کہنے لگے۔ ایک دن ہم عمر کے پاس موجود تھے کہ مدینے کا رہنے والا ایک یہودی جس کے بارے میں دیگر یہودیوں کا خیال یہ تھا کہ وہ حضرت ہارون وصی جناب موسیٰ کی اولاد سے ہے، عمر کے پاس آیا اور کہنے لگا:

تم میں کون ہے جو دین اور کتاب خدا کا زیادہ علم رکھتا ہے، میں اس سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں۔

عمر نے جوابات نہ جاننے اور رسوائی کے خوف سے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: یہ ہمیشہ رسول خدا ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے اور سب سے زیادہ کتاب خدا کا علم رکھتے ہیں۔

یہودی نے سوال کیا: اے علیؑ کیا تم ایسے ہی ہو جیسا یہ بیان کر رہے ہیں؟

حضرت علیؑ نے فرمایا: جو چاہو پوچھو۔ یہودی نے کہا: میں آپ سے تین چیزوں، تین چیزوں اور ایک چیز کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: یہ کیوں نہیں کہتے کہ سات چیزوں کے بارے میں؟

اس نے کہا: میں پہلے تین چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا اگر آپ نے صحیح جوابات دیئے تو اس کے بعد بقیہ سوالات پیش کروں گا۔ لیکن اگر صحیح

جوابات نہ دیئے تو دوسرے سوالات بھی نہیں کروں گا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: تمہیں کیا پتہ کہ میرے سوالات صحیح ہیں یا غلط؟

یہودی نے اپنی آستین سے ایک بہت پرانی کتاب نکالتے ہوئے کہا: یہ کتاب مجھے میرے بزرگوں سے بطور ارث ملی ہے۔ یہ حضرت موسیٰؑ کا املاء اور حضرت ہارون کی تحریر ہے۔ میرے تمام سوالات کے جوابات اس میں موجود ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تمہیں قسم دیتا ہوں، تم وعدہ کرو اگر میں نے تمہارے سوالات کے بالکل صحیح جوابات دیدئے تو کلمہ شہادتین پڑھو گے اور مسلمان ہو جاؤ گے۔

یہودی نے وعدہ کیا اور پھر اپنے سوالات پیش کیئے:

زمین پر کاشت کیا جانے والا پہلا درخت، زمین پر جاری ہونے والا پہلا چشمہ اور زمین پر قرار پانے والا پہلا پتھر کون سا ہے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا: یہود کا خیال ہے کہ بیت المقدس میں جو پتھر ہے وہ ہی پہلا پتھر ہے حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ حجر الاسود پہلا پتھر ہے کہ جسے آدم اپنے ہمراہ بہشت سے لائے تھے اور اسے رکن کعبہ میں نصب کیا تھا۔ اب لوگ اس کا بوسہ لیتے ہیں اور تجدید عہد کرتے ہیں۔

اسی طرح یہود کا خیال ہے کہ زمین پر جاری ہونے والا پہلا چشمہ جو بیت المقدس کے پتھر کے نیچے سے جاری ہوا حالانکہ ایسا نہیں بلکہ وہ چشمہ ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ و یوشع جا رہے تھے اور وہاں ایک مچھلی فراموش کر گئے تھے پھر اس کے بعد انہوں نے جناب خضر سے ملاقات کی تھی۔

یہود کا دعویٰ ہے کہ زمین پر اگنے والا پہلا درخت زیتون ہے یہ بات بھی

درست نہیں ہے بلکہ پہلا درخت، کھجور کا ہے جسے ''عجوہ'' کہتے ہیں اور حضرت آدم اسے اپنے ہمراہ بہشت سے لائے تھے۔

یہودی نے امیر المومنینؑ کے تمام جوابات کی تصدیق کی۔

پھر حضرتؑ نے فرمایا: اپنے بقیہ سوالات پیش کرو۔ یہودی نے کہا: بتایئے کہ پیغمبرؐ کے بعد امام عادل کون ہیں اور بہشت میں حضرت محمد ﷺ کا مقام کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا: بہشت کے وسط میں جنات عدن ہے جو عرش الٰہی سے سب سے زیادہ نزدیک ہے۔ اوران کے بعد 12 عادل امام ہیں جو کسی طرح مخالفین سے نہیں ڈرتے بلکہ وہ پہاڑوں سے زیادہ مضبوط ہیں۔

یہودی نے حضرتؑ کے جواب کی تصدیق کی پھر سوال کیا: وصی مصطفٰی ﷺ کون ہے؟ پیغمبر ﷺ کے بعد کتنے دن زندہ رہے گا؟ فطری موت پائے گا یا قتل کیا جائے گا؟

حضرتؑ نے فرمایا: پیغمبر ﷺ کے بعد تیس سال زندہ رہے گا اور پھر اپنے چہرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی داڑھی اس کے سر کے خون سے رنگین ہوگی۔ یہودی یہ سن کر فوراً شہادتین پڑھتا ہوا اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور کہنے لگا بے شک تم ہی ان کے وصی اور سب سے برتر ہو۔ اس طرح وہ مسلمان ہوگیا۔ (۱)

اس کے بعد حضرتؑ اسے اپنے گھر لے گئے اور اُسے علوم دین سکھائے۔ (۲)

---

(۱)۔ علامہ امینی، الغدیر، ج ۶ ص ۲۶۸، منقول از علماء اہل سنت۔ احقاق الحق ج ۸، ص ۲۱۵

(۲)۔ بتایئے کہ اسلام تلوار سے پھیلا یا مولائے کائنات باب مدینۃ العلم کے علم کی بنیاد پر پھیلا؟

قرآن سے بیجا استدلال

کچھ لوگوں کو شراب نوشی کے جرم میں عمر کے سامنے پیش کیا گیا۔

عمر نے ان سے کہا: خدا اور رسول ﷺ نے شراب کو حرام قرار دیا ہے اس کے باوجود تم لوگوں نے شراب نوشی کی ہے؟

انہوں نے کہا: نہ خدا نے حرام قرار دیا اور نہ ہی رسول خدا ﷺ نے کیونکہ خدا فرماتا ہے:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ...﴾(۱)

پس جب ہم صاحبان ایمان ہیں تو پھر شراب پینے میں کوئی عیب نہیں۔

عمر یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے پھر اصحاب کی طرف رخ کر کے کہا آپ حضرات کی کیا رائے ہے۔ وہ بھی کوئی جواب نہ دے سکے لہٰذا مشکل حل نہ ہو سکی۔

عمر نے کسی کو امیر المومنینؑ کے پاس بھیجا تا کہ ان کا مشورہ لے سکے۔

حضرت نے فرمایا: اگر آیت کے یہ ہی معنی جو یہ مراد لے رہے ہیں تو پھر مردار، خون اور سور کے گوشت کو بھی حلال جاننا چاہیے۔ وہ یہ جواب سن کر حیرت زدہ ہو گئے اور ان پر خاموشی چھا گئی۔

عمر نے کہا اب ان کا کیا کیا جائے؟ حضرتؑ نے فرمایا: اگر شراب کو حلال جانتے ہوئے پیا ہے تو قتل کیئے جائیں اور اگر اسے حرام جانتے ہوئے پیا ہے تو ان پر حد جاری کی جائے۔

جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: خدا کی قسم اس کی حرمت میں ہمیں ذرا بھی شک نہ تھا لیکن ہم سمجھے کہ شاید اس آیت کی بنا پر ہم پر حد جاری نہ ہو گی۔

عمر نے اُن پر حد جاری کرنے کا حکم دیا......(۲)

---

(۱)۔ مائدہ: ۹۳ (۲)۔ احقاق الحق، ج ۸، ص ۲۲۱

عمر، شراب نوشی کی ”حد“ نہ جانتے تھے

عمر کے دور خلافت میں ”قدامہ بن مظعون“ نے شراب نوشی کی، جب یہ خبران تک پہنچی تو انہوں نے قدامہ پر حد الٰہی جاری کرنا چاہی۔

قدامہ نے کہا: مجھ پر حد الٰہی جاری نہیں ہوسکتی کیونکہ خداوند ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا...﴾

فرمان الٰہی سن کر عمر خاموش ہو گئے اور اس پر کوئی حد جاری نہ کی۔ یہ خبر امیر المومنینؑ تک پہنچی تو آپؑ عمر کے پاس آئے اور فرمایا: تم نے قدامہ پر شراب نوشی کی حد جاری کیوں نہیں کی؟

کہنے لگے: قدامہ نے یہ آیہ کریمہ پڑھی تھی۔ حضرتؑ نے فرمایا: قدامہ اس آیت کا مصداق نہیں (کیونکہ یہ آیت ان سے مربوط ہے جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں اور اس کے حرام ہونے سے پہلے پی تھی)، اور جو لوگ ایمان لا چکے ہیں وہ حرام الٰہی کو حلال نہیں کر سکتے، لہٰذا قدامہ کو واپس بلاؤ اور اُسے توبہ کیلئے کہو اگر توبہ کر لے تو اس پر حد الٰہی جاری کردو اور اگر توبہ نہ کرے تو اس کی سزا قتل ہے کیونکہ وہ (حرام کو حلال کرنے کی بنا پر) مرتد ہو گیا ہے۔

عمر حقیقت امر کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے قدامہ کو اس بات کی

خبر بھیجی لہٰذا قدامہ نے توبہ کرلی۔ لیکن عمر یہ نہ جانتے تھے کہ کس طرح اس پر حد الٰہی جاری کریں لہٰذا پھر امیر المومنینؑ کی طرف رجوع کیا۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: 80 کوڑے اس کی حد ہیں، کیونکہ جو شراب نوشی کرتا ہے وہ مست ہوتا ہے اور مست انسان ہزیان بکنے لگتا ہے اور جو ہزیان بکتا ہے وہ دوسروں پر افتراء پردازی کرتا ہے۔

پس عمر نے اس پر حد جاری کی۔ (۱)

---

(۱)۔ شیخ مفید، ارشاد فصل قضاوتہائے حضرت در زمان عمر

نابالغ زنا کار

عمر کے دورِ حکومت میں ایک نابالغ بچہ نے ایک شوہر دار عورت سے زنا کیا، تو عمر نے حکم دیا کہ اس عورت کو سنگسار کر دیا جائے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا: یہاں سنگسار کرنا واجب نہیں بلکہ عورت پر صرف حد جاری کی جائے گی (یعنی ۱۰۰ تازیانے مارے جائیں) کیونکہ جس نے اس کے ساتھ زنا کیا وہ نابالغ ہے۔ (۱)

---

(۱)۔ ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ج۳، ص۳۶۰

کشف حقیقت بذریعہ استشمام

عمر کے پاس ایک لڑکے نے آکر اپنے باپ کے مال کا مطالبہ کیا تو عمر اس پر برانگیختہ ہو گئے اور اسے مسجد سے نکال باہر کیا (ظاہراً اس کے باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کا کوئی وارث معلوم نہ تھا اس لیے حکومت نے تمام مال اپنے قبضہ میں لے لیا تھا)

وہ لڑکا نالہ کنا مسجد سے باہر آیا تو اس کی امیر المومنینؑ سے ملاقات ہوئی اس نے اپنا قصہ مولاؑ کو سنا دیا۔

حضرتؑ نے فرمایا: آج میں وہ فیصلہ کروں گا جس کا حکم خدا نے سات آسمان پر کیا اور سوائے خدا کے برگزیدہ افراد کے کوئی ایسا حکم نہ کر سکے گا۔

پھر حضرت تمام صحابہ اور عمر بن خطاب کو لیکر اس لڑکے کے والد کی قبر پر آئے اور پھر نبش قبر کا حکم دیا۔ پھر حکم دیا کہ میت کی ایک پسلی کی ہڈی لاؤ۔ ہڈی اس لڑکے کو دی اور کہا کے اسے سونگھو۔ جب جب اس لڑکے نے اس ہڈی کو سونگھا تو اس کی ناک سے خون جاری ہو گیا۔

حضرتؑ نے فرمایا: یہ لڑکا اسی کا بیٹا ہے۔

عمر نے کہا: صرف ناک سے خون جاری ہونے کی بنا پر یہ مال آپ اسے دلوا رہے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: یہ تم میں سب سے زیادہ اس مال کا حقدار ہے کیونکہ یہ

اس میت کا برحق وارث ہے۔

پھر امامؑ نے تمام حاضرین سے فرمایا کہ وہ بھی اس ہڈی کو سونگھیں، بعض افراد نے ہڈی کو سونگھا تو کسی کی بھی ناک سے خون جاری نہ ہوا۔

امامؑ نے پھر اس جوان کو ہڈی سونگھنے کا حکم دیا، اس نے دوبارہ ہڈی کو سونگھا تو پھر اس کی ناک سے خون جاری ہو گیا۔

امامؑ نے فرمایا: یہ میت اسی کا باپ ہے اس کے بعد امامؑ نے اسے مال دلواتے ہوئے فرمایا: نہ میں نے جھوٹ کہا ہے اور نہ سنا ہے۔(۱)

---

(۱)۔ ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ج ۲، ص ۳۵۹

قوم لوط سے ملحق ہونے والا مرد

عمر کے دربار میں ایک غلام کو پیش کیا گیا اور کہا گیا کہ اس نے اپنے آقا کو قتل کر دیا ہے۔

عمر نے حکم دیا کہ اس کو لے جا کر اس کی گردن اڑا دو۔

امیر المومنینؑ نے غلام کو بلایا اور اس سے دریافت کیا کہ کیا تو نے اپنے آقا کو قتل کیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔

حضرتؑ نے فرمایا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ کہا: وہ مجھ پر تجاوز کرنا چاہتا تھا لہٰذا میں مجبور ہو گیا۔

حضرتؑ نے فرمایا: کیا مقتول کو دفن کر دیا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں اسے سپرد خاک کر دیا گیا ہے۔

امامؑ نے عمر سے کہا: غلام کو تین دن تک محبوس رکھو اور اسے کچھ نہ کہو پھر مقتول کے ورثاء سے فرمایا: تین دن کے بعد میرے پاس آنا۔

تین دن کے بعد آپؑ، عمر اور اصحاب کو میت کے ورثاء کے ہمراہ مقتول کی قبر پر آئے۔ حضرتؑ نے نبش قبر کا حکم دیا، قبر کھولی گئی۔

فرمایا: میت کو باہر نکالو، قبر کے اندر جیسے نگاہ کی، کیا دیکھا کہ میت قبر میں نہیں ہے۔

حضرت نے با آواز بلند کہا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، نہ جھوٹ کہا نہ جھوٹ سنا۔ بے شک میں نے پیغمبر ﷺ سے سنا، انہوں نے فرمایا: جو بھی قوم لوط کا فعل انجام دیتا ہے اور اسی عادت پر مر جائے تو زمین تین دن بعد اسے نیچے لے جاتی ہے تا کہ اسے ہلاک ہونے والی قوم لوط کے ساتھ ملحق کر دے۔ یہ شخص اسی قوم کے ساتھ محشور ہوگا۔

اس طرح وہ غلام سچا ثابت ہوا اور قصاص سے بچ گیا۔(۱)

---

(۱)۔ ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالبؑ، ج ۲، ص ۳۶۴

چاپلوس درباریوں کی وجہ سے خلیفہ دھوکہ کھا گئے

عمر کے دور حکومت میں ایک حاملہ عورت کے بارے میں مشہور ہوا کہ وہ فاسقہ وفاجرہ ہے (لیکن بعض روایات میں اس کی طرف موسیقی وغناء کی نسبت دی گئی ہے) اور یہ خبر عمر کو ملتی ہے۔

عمر نے اسے حاضر کرنے کیلئے اپنے مامور بھیجے۔

عمر کا نام اور اپنی گرفتاری کا حکم سن کر اس پر ایسی عجیب دہشت طاری ہوئی کہ وہ دردزہ سے تڑپنے لگی اور اسی اثناء میں اس کے قبل از وقت ولادت ہوگئی لیکن بچہ دنیا میں آنے کے بعد تھوڑی دیر تڑپ کر مر گیا۔ عمر یہ خبر سن کر غمگین ہوئے اور غیظ میں آگئے۔

بعض چاپلوس افراد نے کہا: تم کیوں پریشان ہوتے ہو، بھلا تمہاری کیا تقصیر؟ نہ تمہاری کوئی خطا ہے نہ دیت۔

عمر کہنے لگے اچھا ابوالحسنؑ سے اس بارے میں فیصلہ کراؤ اور دیکھو کہ وہ کیا حکم دیتے ہیں؟

امیر المومنینؑ نے عمر کے اطراف حاضر لوگوں سے فرمایا: اگر تم نے اجتہاد کے ذریعے یہ حکم دیا ہے تو تم لوگ واقع کو درک نہ کرسکے اور اگر اپنی مرضی سے یہ حکم دیا ہے تب بھی تم نے خطا کی ہے۔ پھر حضرت عمر کی طرف رخ کر کے فرمایا: تم پر اس بچہ کی دیت دینا لازم ہے (کیونکہ بچہ کی قبل از ولادت جو کہ موت کا سبب بنی ہے وہ تمہارے ڈرانے کی وجہ سے رونما ہوئی ہے۔ (۱)۔

---

(۱)۔ علامہ شیخ محمد تقی شوستری، قضاء امیر المومنینؑ فصل ۱۰، حدیث ۶

انکشاف حقیقت کے لیے بہترین راہ

حضرت عمر کے دور حکومت میں دو عورتوں میں ایک بچہ پر نزاع ہو گیا جن میں سے ہر ایک عورت یہی دعویٰ کر رہی تھی کہ بچہ اس کا ہے، لیکن کسی کے پاس بھی کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا لہٰذا وہ فیصلہ کیلئے دربار حکومت میں پہنچیں لیکن حضرت عمر واقعہ کی نوعیت دیکھ کر کوئی فیصلہ نہ کر سکے تو مجبوراً حلال مشکلات امیر المومنین حضرت علیؑ سے رجوع کیا۔

حضرت علیؑ نے دونوں عورتوں کو طلب کیا اور ان دونوں کے بیانات سننے کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو۔ سمجھانے کے باوجود دونوں اپنے اپنے دعویٰ پر مُصر رہیں۔

بالآخر امیر المومنینؑ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ آرا لیکر آئے ان دونوں نے کہا: مولاؑ! آپ آرا کس لیے منگوا رہے ہیں۔

فرمایا: بچہ کے دو ٹکڑے کر کے تم دونوں کو آدھا آدھا دے دوں۔

ایک خاموش ہو گئی جبکہ دوسری فریاد کرنے لگی یا علیؑ، اللہ اللہ اگر صرف یہی راہ باقی ہے تو میں اپنا دعویٰ واپس لیتی ہوں یہ بچہ آپ اس عورت کو دے دیجئے۔

امامؑ نے فرمایا: اللہ اکبر، تم ہی اس بچہ کی ماں ہو، اسے گود میں اٹھاؤ اور لے جاؤ اس لیے کہ اگر واقعاً وہ عورت اس بچہ کی ماں ہوتی تو خاموش نہ رہ سکتی تھی

بلکہ پریشان و مضطرب ہو جاتی۔ اس عورت نے بھی اعتراف کیا کہ بے شک یہ میرا بچہ نہیں ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا: یہ حکم سلیمان ہے کہ جسے خداوند عالم نے انہیں زمانہ طفلی میں سکھایا تھا۔

حضرت عمر نے امیر المومنینؑ کے حق میں دعا کی کہ خدایا شکر انہوں نے مجھ سے اس مصیبت کو دور کیا۔(۱)

---

(۱)۔ ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ج۲، ص ۲۶۷

یہودی نے خلیفہ کو شرمسار کر دیا

حضرت عمر کے دور حکومت میں چند یہودی مدینے آئے اور ان کے سامنے حاضر ہوئے۔انہوں نے ان سے کہا: آپ لوگوں کے والی ہیں، ہم آپ سے چند سوالات کرنا چاہتے ہیں اگر آپ نے جوابات دے دیئے تو ہم تصدیق کریں گے اور اسلام قبول کرلیں گے۔انہوں نے کہا: جو پوچھنا ہے پوچھو (میں جواب دینے کیلئے حاضر ہوں)

یہودیوں نے کہا: آسمانوں کے قفل وکلید کے بارے میں بتایئے، یہ کہ جس نے اپنی قوم کو ڈرایا حالانکہ نہ وہ جنو سے ہے نہ انسانوں میں سے۔ یہ کہ وہ پانچ چیزیں کیا ہے جو رحم مادر میں نہ رہیں اور ایک سے بارہ عدد کے بارے میں بتایئے؟

حضرت عمر ان مشکل سوالات کو سن کر سر جھکا کر بیٹھ گئے بالآخر شرماتے ہوئے کہنے لگے: تم نے مجھ سے وہ سوالات کیے ہیں جن کے بارے میں مجھے علم نہیں، لیکن پیغمبر ﷺ کے چچازاد بھائی تمہارے جوابات دیں گے۔

پھر کسی کو حضرتؑ کے پاس بھیجا تو امامؑ تشریف لائے۔

حضرت عمرؓ نے کہا: اے ابوالحسنؑ؛ یہ چند یہودی آئے ہیں جنہوں نے مجھ سے چند سوالات کیے ہیں مگر میں کوئی جواب نہ دے سکا جبکہ یہ لوگ کہہ چکے ہیں کہ اگر صحیح جوابات مل جائیں تو اسلام قبول کرلیں گے۔

حضرت علیؑ نے اُن سے فرمایا: اپنے سوالات بیان کرو۔انہوں نے اپنے سوالات دہرائے۔

حضرتؑ نے فرمایا: کیا ان کے علاوہ بھی کوئی سوال پوچھنا چاہتے ہو؟

کہنے لگے: نہیں۔

امامؑ نے فرمایا:

۱۔آسمانوں کے قفل، شرک اور کلید کلمہ ''لا اله الا الله'' ہے۔

۲۔وہ مخلوق، وہ چیونٹی جس نے جناب سلیمانؑ کے لشکر کو دیکھ کر اپنی قوم کو نصیحت کی تھی۔

۳۔وہ پانچ چیزیں یہ ہیں: آدم، حوا، عصائے موسی، ناقہ صالح، اور قوچ ابراہیمؑ

۴۔ایک: خدا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

دو: آدم وحوا ہیں۔

تین: جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل ہیں۔

چار: تورات، انجیل زبور وقرآن ہیں۔

پانچ: نماز پنجگانہ ہیں۔

چھ: زمین وآسمان کی خلقت چھ دن میں ہے۔

﴿ولقد خلقنا السموات والارض وما بینهم فی ستة ایام﴾

سات: سات آسمان ہیں ﴿و بنینا فوقکم سبعاً شداداً﴾

آٹھ: حاملین عرش ہیں ﴿ویحمل عرش ربّک فوقهم ثمانية﴾

نو: حضرت موسیؑ کے معجزات وآیات نو ہیں۔

دس: وہ ہی دس راتیں ہیں جو میقات موسیؑ کو کامل کرتی ہیں

﴿و واعدنا موسی ثلاثین لیلةً و اتممنا ها بعشرٍ﴾

گیارہ: وہ گیارہ ستارے ہیں جنہیں جناب یوسفؑ نے خواب میں دیکھا تھا﴿یا ابت اِنّی رأیتُ احدَ عشر کوکباً﴾

بارہ: عصائے موسیٰؑ سے وجود میں آنے والے چشمے

﴿واضرب بعصاک الحجر فانفجرت منه اثنتا عشرة عیناً﴾

یہودیوں نے اپنے جوابات سن کر اسلام قبول کر لیا اور حضرت عمر سے کہا: خدا کی قسم یہ تم سے زیادہ اس منصب کے سزاوار ہیں (۱)

(۱)۔ نجم الدین العسکری، علی والخلفاء، ص ۱۷۸

زنجیر کا وزن

ایک غلام جو زنجیر بپا تھا کسی راہ سے گزر رہا تھا دو آدمی اسے دیکھ کر آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس زنجیر کا وزن بتاؤ لیکن کسی نے بھی دوسرے کی بات نہ مانی اس بناء پر ان میں اختلاف نظر ہوا اور کہنے لگے اچھا جس کی بات صحیح نہیں ہوگی تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہوں گی۔

دونوں اس غلام کے مالک کے پاس آئے اور اس سے درخواست کی کہ وہ تھوڑی دیر کیلئے زنجیر کھول دے وہ اس کا وزن کرنا چاہتے ہیں۔

مالک نے کہا کہ مجھے اس کا وزن نہیں معلوم اس کے علاوہ میں نے نذر کی ہے کہ اس وقت تک نہیں کھولوں گا جب تک کہ اس کے وزن کے برابر صدقہ نہ دے دوں۔

وہ دونوں اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے حضرت عمر کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: ابھی تو مالک اس کو کھولنے سے معذور ہے لہٰذا تم دونوں اپنی بیویوں سے الگ ہو جاؤ۔

انہوں نے حضرت عمر سے درخواست کی کہ اس مسئلہ کو حضرت علیؑ سے حل کرایا جائے۔

حضرتؑ نے فرمایا: زنجیر کا وزن معلوم کرنا تو بہت آسان ہے، امامؑ نے ایک بڑی طشت منگوائی اور غلام سے کہا کہ اس کے بیچ میں کھڑا ہو جائے پھر امامؑ

نے زنجیر کو کچھ نیچے کر کے اس میں ایک ڈوری باندھ دی اور طشت کو پانی سے پر کر دیا اس کے بعد زنجیر کو اس ڈوری کے ذریعہ اوپر کھینچنا شروع کیا یہاں تک کہ پوری زنجیر باہر آ گئی۔

اس کے بعد امامؑ نے حکم دیا کہ طشت کو پارے سے پر کر دیا جائے تاکہ پانی اپنی حالت پر واپس آ جائے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: پارے کا وزن کرو کیونکہ جو اس کا وزن ہوگا وہی زنجیر کا وزن ہوگا۔ لہٰذا اس طرح تینوں آدمیوں کی صورتحال واضح ہو گئی۔(۱)

(۱)۔ شیخ صدوق، من لا یحضرہ الفقیہ، ج۳، ص۹

تعیین مبدأ تاریخ

حضرت عمر کی حکومت کے تیسرے سال تک کوئی مبدأ تاریخ نہ تھا کہ جسے پیش نظر رکھ کر لوگ خطوط و قرار دیں اور دفتری امور میں تاریخ ڈال سکیں۔ اکثر ان کے خطوط میں صرف مہینے کا ذکر ہوتا تھا جس میں وہ نامہ لکھا جاتا تھا لیکن اس میں تاریخ نہیں ہوتی تھی اس بنا پر اسلامی حکومت کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور یہ اس کا ایک نقص تھا۔

حضرت عمر نے مبدأ تاریخ اسلام کو معین کرنے کیلئے صحابہ پیغمبر ﷺ کو جمع کیا اور ان سے باہم صلاح و مشورہ کیا۔ بعض نے کہا کہ مبدأ تاریخ، پیغمبر اکرم ﷺ کی ولادت کو قرار دیا جائے اور بعض نے کہا کہ بعثت نبی ﷺ کو مبدأ قرار دیا جائے۔

لیکن حضرت علیؑ نے فرمایا: جس دن رسول اللہ ﷺ نے سرزمین کفر و شرک کو ترک کر کے سرزمین اسلام میں قدم رنجہ فرمائے اسی کو مبدأ تاریخ اسلام قرار دیا جائے۔

حضرت عمر نے تمام آراء میں حضرت علیؑ کی آراء کو پسند کیا اور ہجرت پیغمبرؐ کو مبدأ تاریخ قرار دیا، لہٰذا اس کے بعد تمام خطوط و دفتری اسناد پر سال ہجری لکھا جانے لگا۔ کیونکہ روز ہجرت ہی مسلمانوں کی قوت و طاقت، کفر پر کامیابی اور اسلامی حکومت کی ابتداء کا دن ہے۔(۱)

(۱)۔ جعفر سبحانی، فروغ ولایت، ص ۳۰۲، منقول از کتب اہل سنت

بیت المقدس کے فتح کے موقع پر مشورہ

حضرت عمر کے دور حکومت میں مسلمانوں نے شام کو فتح کیا اور پھر ارادہ کیا کہ بیت المقدس کی جانب پیشرفت کریں۔ اس وقت اسلامی لشکر کے سپہ سالار ابوعبیدہ جراح اور معاذ بن جبل تھے۔

معاذ نے ابوعبیدہ سے کہا: خلیفہ کو نامہ لکھ کر بیت المقدس کی جانب پیشرفت کرنے کے بارے میں دریافت کرو۔ ابوعبیدہ نے نامہ لکھا اور حضرت عمر نے وہ نامہ مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور ان سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟

اس مجمع (کہ جو ظاہراً حضرت عمر کو خوف دلا رہے تھے) میں سے حضرت علیؑ نے حضرت عمر کی تشویق کی اور کہا کہ سپہ سالار کو فرمان صادر کریں کہ وہ بیت المقدس کی جانب پیشرفت کرے۔ اور اسے فتح کرنے کے بعد ٹھہر نہ جائے بلکہ سرزمین قیصر کی جانب پیش قدمی کرے اور مطمئن رہے یقیناً کامیابی ان کے قدم چومے گی کیونکہ پیغمبر اسلام ﷺ نے اس کامیابی کی خبر دی تھی۔

حضرت عمر نے فوراً قلم و کاغذ طلب کیا اور ابوعبیدہ کو ایک نامہ تحریر کیا اور کہا کہ بیت المقدس کی طرف فوراً پیشرفت کریں کیونکہ پیغمبر ﷺ کے چچا زاد بھائی علی مرتضیٰؑ نے ہمیں بشارت دی ہے کہ بیت المقدس تمہارے ہاتھوں فتح ہوگا۔(۱)

(۱)۔ جعفر سبحانی، فروغ ولایت، ص ۳۰۱

کشف حیلہ

حضرت عمر کے دور میں ایک عورت ایک انصاری جوان پر فریفتہ ہوگئی تو اس نے جوان کو خلاف عفت کام پر اُکسایا لیکن جوان کسی طرح راضی نہ ہوا اور کسی طرح عورت کے جال میں نہ پھنسا۔

لہٰذا عورت نے ایک حیلہ اپنایا اور وہ یہ کہ انڈا توڑ کر اس کی زردی تو پھینک دی اور اس کی سفیدی اپنی رانوں اور کپڑوں پر ڈال کر فریاد کرتی ہوئی حضرت عمر کے سامنے پیش ہوئی اور کہنے لگی: اس جوان نے زبردستی مجھ پر تجاوز کیا، مجھے میرے خاندان میں رسوا کر دیا اور یہ اس کا اثر ہے۔

حضرت عمر نے عورتوں کو بلا کر اس عورت کے دعویٰ کے بارے میں دریافت کیا تو عورتوں نے گواہی دے دی کہ: اس عورت کے بدن پر آبِ کمر کے آثار موجود ہیں۔

حضرت عمر نے اس تہمت کے ثابت ہونے کے بعد اس جوان پر حد زنا جاری کرنا چاہی تو وہ شخص فریاد کرنے لگا: میرے بارے میں تحقیق کرلو، خدا کی قسم میں خلاف عفت کام کا مرتکب نہیں ہوا ہوں بلکہ یہ عورت خود مجھے فریب دینا چاہتی تھی لیکن میں نے دھوکہ نہ کھایا۔

حضرت عمر نے امیر المومنینؑ سے کہا: اے ابوالحسنؑ ؛ آپ کی کیا رائے ہے؟

امیر المومنینؑ نے اس کے کپڑے دیکھے اور فرمایا: گرم گرم پانی لاؤ،

حضرتؑ نے گرم گرم پانی کپڑوں پر ڈالا تو وہ سفید فوراً جمع ہوگئی۔امامؑ نے اسے اٹھا کر بتایا کہ دیکھو اس میں سے انڈے کی سفیدی کی آ رہی ہے۔

پھر عورت سے سختی سے فرمایا تو اس نے بھی اپنی مکاری کا اعتراف کر لیا لہٰذا اس طرح اس شخص کی آبرو محفوظ ہوگئی۔(۱)

---

(۱)۔الغدیر،ج۶،ص۱۲۶

باب پنجم

حضرت عثمان کو امیر المومنینؑ کی احتیاج

مجھے نہیں معلوم، علیؑ سے رجوع کرو

مالک ابن انس کتاب "الموطأ" باب طلاق مریض میں محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں: میرے دادا کی دو بیویاں تھیں ایک انصاری، دوسری ہاشمی۔

انصاری بیوی کو انہوں نے طلاق دے دی جبکہ ابھی وہ بچہ کو دودھ پلا رہی تھی ابھی ایک سال ہی گزرا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا تو انصاری بیوی نے دعویٰ کر دیا کہ مجھے طلاق کے بعد ابھی تک حیض نہیں آیا (لہٰذا اس نے اس بنا پر ارث کا مطالبہ کر دیا)۔ اس کے بعد دونوں بیویاں مسئلہ کے حل کے لیے حضرت عثمان کے پاس پہنچیں۔ انہوں نے حکم دیا کہ انصاری عورت کو ارث ملے گا۔ یہ سن کر ہاشمی عورت خشمگیں ہو گئی اور کہنے لگی بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی؟!

حضرت عثمان نے کہا: میں نے حضرت علیؑ سے اس بارے میں معلوم کیا ہے انہوں نے ہی یہ حکم جاری کیا ہے۔

محبّ الدین طبری نے ریاض النضرۃ (ج ۲، ص ۱۹۷) پر سلسلہ جاری رکھتے ہوئے لکھا ہے:

حضرت عثمان نے کہا: مجھے اس بارے میں علم نہیں تم یہ مسئلہ علی مرتضیٰؑ کے پاس لے جاؤ۔

حضرت علیؑ نے بھی یہی حکم صادر کیا کہ انصاری عورت، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر کے پاس قسم کھائے کہ اس نے اس مدت میں تین بار خون حیض نہیں دیکھا تو وہ ارث کی مستحق ہے۔ عورت نے قسم کھالی لہٰذا وہ ہاشمی عورت کے ساتھ ارث میں شریک ہو گئی۔ (۱)

---

(۱)۔ محمد باقر موسوی ہمدانی، علیؑ در کتب اہل سنت، ص ۲۶۷

پوشیدہ حرارت

اسلام کے مسلم عقائد میں سے ایک یہ ہے کہ کافر کو مرنے کے بعد عذاب کیا جاتا ہے۔ حضرت عثمان کے دور حکومت میں ایک شخص اسلام کے اس اہم عقیدہ پر اعتراض کرتے ہوئے کسی کافر کی کھوپڑی قبر سے برآمد کر کے حضرت عثمان کے پاس لایا اور کہنے لگا: اگر کافر مرنے کے بعد آگ میں جلتا ہے تو اس کھوپڑی کو گرم ہونا چاہیے حالانکہ دیکھو یہ میرے ہاتھ میں ہے لیکن بالکل بھی گرم نہیں ہے!

خلیفہ کچھ جواب نہ دے سکے لہٰذا انہوں نے امیر المومنینؑ سے رجوع کیا۔ حضرتؑ نے اس خاص انداز سے اس کا اتنا پیارا جواب دیا جس نے معترض کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لی۔

حضرت نے فرمایا: لوہا اور چقماق کے پتھر لاؤ۔ اس کے بعد آپ نے دونوں کو باہم ضرب لگائی تو اس میں سے آگ کی چنگاری نکلنا شروع ہوگئی۔

پھر آپؑ نے فرمایا: دیکھو ہم لوہے اور پتھر کو چھوتے ہیں لیکن حرارت کو محسوس نہیں کرتے جبکہ دونوں میں حرارت بھری ہوئی ہے جس کا خاص شرائط کے ساتھ احساس کیا جاتا ہے۔

پس کیا قباحت کہ قبر میں کافر کا عذاب بھی ایسا ہی ہو؟

حضرت عثمان، امام علیؑ کا جواب سن کر خاموش ہو گئے اور کہنے لگے:

"لو لا علیٌّ لھلک عثمان" "اگر علیؑ نہ ہوتے تو عثمان ہلاک ہو جاتا۔(۱)

---

(۱)۔ جعفر سبحانی، فروغ ولایت، ص ۳۱۱، منقول از الغدیر، ج ۸، ص ۲۱۴

حمل کی کم از کم مدت

معمر بن عبداللہ کا کہنا ہے: ہمارے قبیلہ کے ایک شخص نے قبیلہ ''جھینہ'' کی ایک عورت سے شادی کی، ٹھیک شادی کے چھ ماہ بعد ولادت ہوگئی۔ شوہر حضرت عثمان کے پاس گیا اور اس نے بیوی کی شکایت کردی۔

حضرت عثمان نے اس کی بیوی کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ عورت کپڑے بدل کر گھر سے نکلنا چاہتی تھی تو دیکھا کہ اس کی بہن اسے دیکھ کر رو رہی ہے۔ اس نے بہن سے مخاطب ہوکر کہا: تم کیوں رو رہی ہو؟ خدا کی قسم میرے شوہر کے علاوہ کسی نے بھی مجھے ہاتھ نہیں لگایا اور جو خدا چاہے گا وہی کرے گا۔

جب عورت نے حضرت عثمان کے سامنے حاضری دی تو انہوں نے اس سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

یہ خبر امیر المومنینؑ کو ملی تو فوراً حضرت عثمان کے پاس آئے اور فرمایا: یہ کیا کر رہے ہو؟!

کہنے لگے: شادی کے چھ ماہ بعد اس عورت کے ولادت ہوگئی ہے کیا ایسا ممکن ہے؟!

حضرتؑ نے فرمایا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ کہا: کیوں نہیں۔

فرمایا: تو کیا تم نے نہیں سنا کہ خداوند فرماتا ہے:

﴿وحملهُ و فِصَالُه ثلثون شهراً﴾ حمل و شیر خوارگی کی مدت تیس ماہ ہے۔

اور دودھ پلائی کی بارے میں فرماتا ہے:

﴿حولين كاملين﴾ پورے دو سال دودھ پلاؤ۔

پس اس بناپر ۳۰ رماہ میں سے باقی چھ ماہ کم از کم مدت حمل ہے۔

حضرت عثمان نے کہا: واقعاً اس بات کی طرف میں متوجہ نہ تھا۔

پھر عورت کو واپس لوٹانے کا حکم دیا۔

لیکن افسوس صد افسوس عورت کو سنگسار کیا جا چکا تھا۔

راوی کا بیان ہے کہ اتفاقاً جب وہ بچہ بڑا ہوا تو بالکل اپنے باپ کی شبیہ تھا اور اس کے باپ نے اس کی فرزندی کو قبول کر لیا تھا۔(۱)

بالکل ایسا ہی ایک واقع حضرت عمر کے دور میں بھی پیش آیا تھا جس کا ذکر گزر چکا ہے۔

(۱)۔ احقاق الحق، ج۸، ص۲۳۱، علیؑ والخلفاء، ص۳۰۵ منقول از علماء اہل سنت

شوہر جو بیوی کا غلام بن گیا

ایک شخص اپنی کنیز سے ہمبستر ہوا جس کے نتیجے میں ایک لڑکے کی ولادت ہوئی۔

اس کے بعد اس کنیز سے علیحدگی کر کے اپنے ایک غلام سے اس کی شادی کر دی کچھ ہی عرصے کے بعد اس شخص کا انتقال ہو گیا اور اس کی میراث اس کنیز کے بیٹے کو مل گئی کہ جملہ اموال موروثی میں یہ کنیز بھی شامل تھی جو اس لڑکے کی ماں تھی اور (شرع مقدس کے مطابق فرزند اپنی ماں کا مالک نہیں بن سکتا) اس بنا پر آزاد ہو گئی لیکن اس کا شوہر بھی اس بچہ کا غلام بن گیا تھا (کیونکہ ارث میں ملا تھا)۔

اس واقعہ کے کچھ ہی دنوں کے بعد وہ لڑکا بھی دنیا سے چلا گیا تو ماں اس لڑکے کی وارث بن گئی نتیجتاً اس کنیز کا شوہر اس کا غلام بن گیا (اور شرع مقدس میں ہے کہ عورت اپنے غلام پر حلال نہیں لیکن غلام کو اس کے ماتحت رہنا ہے)۔

یہ مسئلہ حضرت عثمان کے پاس بھیجا۔

عورت نے کہا: میرا شوہر، میرا عبد اور غلام ہے جو مجھے میرے بیٹے سے ارث میں ملا ہے۔

مرد نے کہا: یہ عورت میری بیوی ہے اور میں اس سے جدا نہیں ہوں گا۔

حضرت عثمان نے کہا: یہ مسئلہ میرے بس کا نہیں میں یہ فیصلہ نہیں کر سکتا لہٰذا امیر المومنینؑ نے فرمایا: عورت سے پوچھو کہ کیا بیٹے کے مرنے کے بعد اس

کے شوہر نے اس سے ہمبستری کی ہے یا نہیں؟

عورت نے کہا: نہیں۔

حضرت نے فرمایا: اگر ایسا کرتا تو اسے سزا دیتا کیونکہ وہ تمہارا عبد وغلام ہے اب تمہیں اختیار ہے اُسے غلامی میں رہنے دو یا آزاد کردو یا اسے بیچ دو۔(۱)

والسلام

علی من اتبع الهدیٰ

۲۶ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ بروز منگل

مدرسیہ علمیہ امام خمینیؒ قم ایران

سید بہادر علی زیدی

---

(۱)۔ نجم الدین العسکری، علی والخلفاء، ص ۳۰۷

22-3-12

مطبوعات تربیت اسلامی